قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابوسعید

Online Edition

سوموار 18 مئی 2020ء | 24 رمضان 1441 ہجری قمری | جلد: 2 | شمارہ: 119

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

هُوَ الَّذِیۡ یُصَوِّرُکُمۡ فِی الۡاَرۡحَامِ کَیۡفَ یَشَآءُ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ﴿۷﴾

(آل عمران:7)

ترجمہ: وہی ہے جو تمہیں رِحموں میں جیسی صورت میں چاہے ڈھالتا ہے۔ کوئی معبود نہیں مگر وہی، کامل غلبہ والا (اور) حکمت والا ہے۔

فرمان خلیفہ وقت

حقیقی استغفار

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

’’استغفار وہ ہتھیار ہے جس سے شیطان کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے اور توبہ اس ہتھیار کا استعمال کرنا ہے۔ یعنی ان عملی قوتوں کا اظہار جس سے شیطان دُور رہے۔ ہمارا نفس کبھی مغلوب نہ ہو اور اس کے لئے وہ نیکیاں اور اعمال کرنے کی مسلسل کوشش ضروری ہے جن کے کرنے کا ہمیں خداتعالیٰ نے حکم دیا ہے، ورنہ استغفار نتیجہ خیز نہیں ہو سکتا۔ بخشش کا حصول ممکن نہیں۔ ایک روزہ دار نمازیں بھی پڑھ رہا ہے، نوافل بھی ادا کر رہا ہے، قرآن کریم کی تلاوت بھی کر رہا ہے اگر ممکن ہو اور وقت ہو تو درس بھی سن لیتا ہے۔ لیکن اگر اُن احکامات پر عمل نہیں کر رہا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بھائیوں کے حقوق کے بارے میں قرآن کریم میں بیان فرمائے ہیں تو یہ حقیقی توبہ استغفار نہیں ہے، روزوں سے حقیقی فیض پانے کی کوشش نہیں ہے۔ حقیقی فائدہ تبھی ہو گا جب استغفار سے جو قوت حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اس کا اللہ تعالیٰ کے لئے خالص ہوتے ہوئے استعمال کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے گناہوں کو ڈھانکنے کی جو قوت عطا کی ہے، جن گناہوں کو دُور کرنے کی توفیق بخشی ہے، استغفار کرتے ہوئے اپنے دل کو ایک انسان نے گناہوں سے جو خالی کیا ہے تو فوری طور پر انہیں نیکیوں سے بھرنے کی کوشش کی جائے۔ اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کی جائیں۔ ورنہ اگر دل کا برتن نیکیوں سے خالی رہا تو شیطان پھر اسے انہیں غلاظتوں سے دوبارہ بھر دے گا۔ اس لئے خداتعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا تُوۡبُوۡۤا اِلَی اللّٰهِ تَوۡبَةً نَّصُوۡحًا (التحریم: 9) اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، اللہ تعالیٰ کی طرف خالص توبہ کرتے ہوئے جھکو۔ پس وہی استغفار دائمی بخشش کا سامان کرتا ہے جس کے ساتھ خالص توبہ ہو، جس کو پھر انسان نیکیوں سے بھرتا چلا جائے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کا ہمیشہ خیال رکھے۔ ایک مسلسل کوشش کرے۔‘‘ (خطبہ جمعہ مؤرخہ 19 ستمبر 2008ء)

اس شمارہ میں

- (اداریہ) شادی بیاہ پر بجالانے والی رسومات بارے اسلامی تعلیم
- متن خطبہ جمعہ 24 اپریل 2020ء
- (نظم) نظریں فلک کی جانب ہیں خاک پر جبیں ہے
- تلاوت قرآن کریم کی دعائیں
- حروفِ مقطعات کی تفسیر و تشریح از حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ
- واقفین زندگی کے ساتھ الٰہی تائیدات و نصرت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا احباب جماعت کے نام پیغام

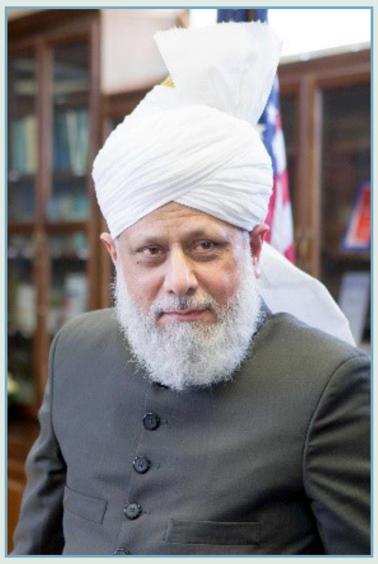

لندن مورخہ 15 مئی 2020ء بروز جمعۃ المبارک حضرت امیر المومنین ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ ارشاد نہیں فرمایا۔ تاہم اس موقع پر احباب جماعت احمدیہ عالمگیر کے نام ایک پیغام ارشاد فرمایا جسے مکرم منیر احمد جاوید پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الخامس نے ایم ٹی اے کے توسّط سے احبابِ جماعت کے سامنے پیش کیا۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ الودود بنصرہ العزیز نے فرمایا:

مجھےافسوس ہے کہ آج میں جمعہ نہیں پڑھا سکوں گا کیونکہ گزشتہ دنوں گھر کے صحن میں چلتے ہوئے میٹ (matt) سے پاؤں کو ٹھوکر لگنے کی وجہ سے پاؤں پھسلا جس کی وجہ سے پکی جگہ پر گرنے سے ماتھے اور ناک پر کافی چوٹ آئی ہے اس لیے جمعہ پڑھانا مشکل ہے۔ ڈاکٹر کا بھی یہی مشورہ ہے کہ آرام کیا جائے۔ دعا کریں اللہ تعالیٰ شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور اگلے جمعہ کو ان شاء اللہ حاضر ہو سکوں۔

نیز اب رمضان کا آخری عشرہ ہے اس میں جماعت کے لیے بھی بہت دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ جماعت کو ہر شر سے بچائے اور اپنی حفاظت میں رکھے۔ پاکستان میں تو آج کل سیاستدان بھی اورمیڈیا بھی جماعت کی مخالفت میں بہت تیز ہوئے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول حضرت خاتم الانبیاء محمد رسول اللہﷺ کے نام پر سیاست کھیل رہے ہیں اور احمدیوں کو بہت زیادہ اس بنیاد پر نشانہ بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ احمدیوں کو اور پوری قوم کو ان کے اس کھیل کے بداثرات سے محفوظ رکھے۔ بہر حال ان کے ہر حملے کے جواب میں ہمارا کام دعا کرنا اور اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنا ہے۔ رمضان کے اس آخری عشرہ میں پہلے سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے آگے جھکیں اور عاجزانہ دعائیں کریں اور اللہ تعالیٰ سے اس کا رحم اور فضل مانگیں۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اس کے بعد محترم ڈاکٹر شبیر بھٹی صاحب نے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی میڈیکل رپورٹ سے احباب جماعت کو مطلع کیا۔

محترم ڈاکٹر شبیر بھٹی صاحب نے فرمایا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حضورایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو گرنے سے ماتھے اور گھٹنے پر چوٹیں آئی ہیں۔ خدا تعالیٰ کے خاص فضل سے یہ تمام سطحی رہی ہیں۔ اور ماتھے اور باقی اعضاء میں کوئی گہری چوٹ نہیں آئی۔ کچھ سوجن یعنی کہ ورم باقی ہے لیکن وہ آہستہ آہستہ کم ہو رہا ہے۔ ان شاء اللہ کامل شفا ہو جائے گی۔ حضور بنا تکلیف کے چل پھر رہے ہیں اور عمومی حالت بہت بہتر ہے۔ الحمد للہ۔ حضور ایّدہ اللہ تعالیٰ سے عاجزانہ درخواست تھی کہ کچھ دن آرام فرمائیں اور جمعہ بھی نہ پڑھائیں جو حضور نے ازراہِ شفقت منظور فرما لی۔ جزاکم اللہ

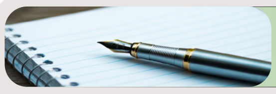

اداریہ

شادی بیاہ پر بجالانے والی رسومات بارے اسلامی تعلیم

وَ یَضَعُ عَنۡھُمۡ اِصۡرَھُمۡ وَ الۡاَغۡلٰلَ الَّتِیۡ کَانَتۡ عَلَیۡھِمۡ ؕ فَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِہٖ وَ عَزَّرُوۡہُ وَ نَصَرُوۡہُ وَ اتَّبَعُوا النُّوۡرَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ مَعَہٗۤ ۙ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ (الاعراف: 158)

یعنی اور اُن سے اُن کے بوجھ اور طوق اتار دیتا ہے جو اُن پر پڑے ہوئے تھے۔ پس وہ لوگ جو اس پر ایمان لاتے ہیں اور اسے عزت دیتے ہیں اور اس کی مدد کرتے ہیں اور اس نور کی پیروی کرتے ہیں جو اس کے ساتھ اُتارا گیا ہے یہی وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا

اِنَّ خَیۡرَ الۡحَدِیۡثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَخَیۡرُ الۡھُدَی ھُدَی مُحَمَّدٍ وَشَرُّ الۡاُمُوۡرِ مُحۡدَثَاتُھَا وَکُلُّ بِدۡعَۃٍ ضَلَالَۃ (مسلم کتاب الجمع)

کہ بہترین بات اللہ کی کتاب ہے۔بہترین طریق محمدؐ کا طریق ہے۔بدترین فعل دین میں نئی نئی بدعات کو پیدا کرنا ہے۔ہر بدعت گمراہی کی طرف لے جاتی ہے۔

ترمذی کی روایت میں الفاظ کی قدرے تبدیلی کے ساتھ آنحضور ﷺ نے اُمت میں آخری زمانہ کے اختلاف کا ذکر کر کے یہ نصیحت بھی فرمائی فَعَلَیۡکُمۡ بِسُنَّتِی وَسُنَّۃِ الۡخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیۡنَ الۡمَھۡدِیِیۡنَ، عَضُّوا عَلَیۡھَا بِالنَّوَاجِذِ کہ تم ان نازک حالات میں میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کی پیروی کرنا۔اسے پکڑ لینا۔دانتوں سے مضبوط گرفت میں کر لینا۔

آج رمضان کے مبارک مہینہ کے ان آخری مبارک دنوں میں ان کی یاددہانی اس لئے بھی ضروری ہے کہ رمضان المبارک ہمارے لئے پیغام بھی یہی لایا ہے کہ اگر ہم خدا کی خاطر اپنے جائز اور حلال کام بھی ترک کرر ہے ہیں تو ناجائز اور حرام کاموں کو تو بھلا دینا چاہئے اور کبھی بھی ان کا تصور ہمارے قریب نہ گزرے۔اگر رمضان کا یہ پیغام ہم سمجھ لیں اور اس پر عمل کرنے کا عہد کر لیں تو آئندہ آنے والا ہر دن ہمیں دین و دُنیا کی عظیم ترقیات کی طرف لے جانے والاہوگا اور ہم خداکے قرب میں بلند تر مقام پانے والے ہوں گے۔

جماعت احمدیہ کی بنیاد ہی اس بات پر رکھی گئی تھی کہ اس جماعت میں داخل ہونے والا ہر انسان اتباع رسم و متابعت ہوا ہوس سے باز آجائے گا۔

اب چند رسومات کی نشاندہی کی جاتی ہے۔

مہندی کی رسم

یہ رسم معاشرہ میں شادی کی تقریب سے بھی زیادہ اہمیت اختیار کر گئی ہے گویا شادی سے الگ ایک فنکشن ہے۔جس کے لئے الگ دعوتی کارڈ ’’رسم حنا‘‘ کے نام پر تقسیم کیا جاتا ہے۔ تقسیم کرنے والے خود اس کا نام ’’رسم ‘‘رکھ کر گویا اقرار کر رہے ہوتے ہیں کہ یہ ایک ’’رسم‘‘ ہے جس کا اسلام کی تعلیم کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

(بعض جگہوں پر ڈھولکی ،ناچ گانے اور بھنگڑے ڈالنے کی شکایت)حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا ’’شادی کے موقع پر مہندی اور اس کے ساتھ متعلقہ جملہ رسوم جو رائج ہیں ہمارے نزدیک غیر اسلامی ہیں ۔ہماری جماعت کو اس سے بچنا چاہئے۔ ‘‘

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا فی ذاتہٖ مہندی میں قباحت نہیں کہ بچی کی سہیلیاں اکٹھی ہوں اور خوشیاں منائیں لیکن اس کو رسم بنانا۔دولہا کی طرف سے بارات بنا کر بطور وفد کے حاضر ہونا قباحتیں پیدا کرتا ہے جو سوسائٹی پر بوجھ ہے جس سے آگے لغویات کا آغاز ہوتا ہے۔(خلاصہ)

ڈھولک بجانا

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا۔

’’پڑوسی کے حقوق مجروح نہ ہوں۔‘‘

ویڈیوبنانا

آج کل ویڈیو کا زمانہ ہے اور اس ویڈیو کے ذریعہ بہت سی قباحتیں پھیلتی ہیں۔اور آغاز ہی اس قباحت سے ہوتا ہے کہ ایک غیر محرم فرد کو ویڈیو بنانے کی دعوت دی جاتی ہے۔پھر وہ ڈبنگ اور مکسنگ کے لئے اپنے سنٹر لے کر جاتا ہے تو وہاں اس کے دوست وغیرہ دیکھتے ہیں اور پھر کیسٹ جب تیار ہو کر گھروں میں آ جاتی ہے وہاں کئی ایسے عزیز و اقارب غیر محرم نوجوان جن سے پردہ کرنے کا حکم ہے وہ ویڈیو دیکھتے ہیں اور یوں حیاء دار بچیوں کی بے پردگی ہوتی ہے۔

حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ نے اس سلسلہ میں ایک دفعہ ہدایت دیتے ہوئے فرمایا۔

’’جو قباحتیں راہ پکڑ رہی ہیں۔اُن میں بے پردگی کا عام رجحان ہے جو یقیناًاحکام شریعت کی حدود کو پھلانگنے کے قریب ہو چکا ہے اور شادی والوں کی اس معاملہ میں بے حسی کو بھی ظاہر کرتا ہے‘‘

بے پردگی کے حوالہ سے یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ نوجوان بچیاں (جو بالعموم پردہ کرتی ہیں)دولہا کے استقبال کے لئے اس پر پتیاں نچھاور کرنے کے لئے باہر سڑک پر آجاتی ہیں۔یا فنکشن پر آنے جانے کے لئے اپنی گاڑی یا Convanceتک خواتین آجاتی ہیں تو پردہ کا بالعموم خیال نہیں رکھا جاتا۔اس طرف بھی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

تقریب رُخصتی

تقریب رخصتی میں تلاوت ، نظم اور دُعا ایک بہت اچھی اور پیاری عادت ہے۔مگر جس بچی کو دُعا کے ساتھ رخصت کرنے کے لئے یہ محفل سَجائی جاتی ہے وہ بچی بالعموم بیوٹی پارلر سے واپس نہیں آئی ہوتی کہ دُعا ہو جاتی ہے۔بچی کو دُعاؤں کے ساتھ رخصت کرنے کے لئے بچی کی اس فنکشن میں موجودگی ضروری ہے اور جب بچی تیار ہو کر آئے تو اس کے پردے کا بھی مناسب انتظام ہونا چاہئے۔

وقت کا ضیاع

پھر شادی بیاہ کے موقع پروقت کا ضیاع بے دریغ کیا جاتا ہے۔آج کے دَور میں جماعت کا وقت بہت قیمتی وقت ہے بہت سے دوست احباب اپنے قیمتی وقت سے کچھ حصہ نکال کر حاضر ہوتے ہیں اور اگر آدھ گھنٹہ کی ہی تاخیر ہو تو عملاً وہ آدھ گھنٹہ کا ضیاع نہیں بلکہ اگر اس تقریب میں 50افراد شامل ہیں تو احباب جماعت کے یہ 25گھنٹے کا ضیاع ہے اور وہ اس کو مختلف جماعتی خدمات میں صرف کر سکتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو تو الہاماًفرمایا گیا تھا۔اَنۡتَ الشَّیۡخُ الۡمَسِیۡحُ الَّذِیۡ لَا یُضَاعُ وَقۡتُہٗ کہ تو وہ بزرگ مسیح ہے کہ جس کا وقت ضائع نہیں کیا جائے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

’’اب رمضان کے معاً بعد شادی بیاہ کا سیزن شروع ہوگا۔ان میں بعض تو شادیاں کر رہے ہیں۔بعض بطور مہمان مدعوہوں گے۔ہم سب کو ان مواقع پر اسلام کی تعلیم کو مدنظر رکھنا ہوگا۔اور رسومات سے دور رہ کر آنحضور ﷺ کی اتباع کرکے خداتعالیٰ کا محبوب بندہ بنا جا سکتا ہے۔‘‘

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضرت ﷺ کی اتباع کے ذریعہ اپنے انعامات کا ذکر اپنی معرکۃآراء کتاب حقیقۃ الوحی میں فرماتے ہیں۔

’’اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک قربانی مانگتا ہے۔وہ قربانی کیا ہے یہی کہ ہم اپنی خواہشات اور جذبات کی گردن پر چھری پھیرتے ہوئے اپنی زندگیاں ،رسومات اور تکلفات سے پاک ہو کر محض اپنے خالق کی خاطر گزارنے لگ جائیں۔گمراہ کن تہذیب کو الوداع کہہ کر اپنے خالق کی خاطر گزارنے لگ جائیں۔گمراہ کن تہذیب کو الوداع کہہ کر اپنے آپ کو اس تہذیب کے زیور سے آراستہ و پیراستہ کر لیں۔جو حضرت محمد مصطفی ﷺ کی قائم کردہ تہذیب ہے۔اپنے جذبات دیرینہ خاندانی عادات اور برادری کی روایات کی قربانی کر کے ایک نیا آسمان اور نئی زمین بنائیں‘‘

ایک نیاآسمان اور نئی زمین کے قیام کے لئے ہمارے بزرگوں اور آباء واجداد نے اپنے جذبات، خواہشات اور برادری کی روایات کی قربانی بھی کی۔انہی قربانیوں سے متاثر ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے۔

مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا
وہی مے ان کو ساقی نے پلا دی
فَسُبۡحَانَ الَّذِیۡ اَخۡزَی الۡاَعَادِی

لیکن آج کے مادی دور میں آپس کے میل جول، دنیا کے ایک ویلج بن جانے،میڈیا کی آزادی، ٹی وی کے ان گنت چینلز،انٹرنیٹ اوررسائل و جرائد کی کثرت کی وجہ سے دیکھا دیکھی بعض حرکات و سکنات ،محدثات ہماری زندگیوں کا حصہ بنتے جا رہے ہیں۔ان سے پرہیز چاہئے۔

(ابو سعید)

آج کی دعا

اَللّٰھُمَّ اجۡعَلۡنَا مِنۡ عِبَادِکَ الۡمُنۡتَخَبِیۡنَ الۡغُرِّ الۡمُحَجَّلِیۡنَ الۡوَفۡدِ الۡمُتَقَبَّلِیۡنَ۔ (مسند احمد۔جلد 3)

ترجمہ:’’اے اللہ! ہمیں اپنے منتخب بندوں میں شامل کر لے۔ جن کی پیشانیاں روشن اور چمکدار ہوں۔ ایسے وفد میں شامل ہوں جس کی مقبولیت ہو۔‘‘

یہ پیارے رسول حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیک و صالح بندے بننے کی بہت پیاری خاص دعا ہے۔ ایک اہل وفد جو کے یمن کے علاقہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے پوچھا۔یا رسول اللہؐ! منتخب بندوں سے کیا مراد ہے؟ آپؐ نے فرمایا!

’’ خدا کے نیک اور صالح بندے اور وہ لوگ جن کے اعضاء وضو کی وجہ سے روشن چمکدار ہوں گے اور وہ لوگ جو اپنے نبی کے ساتھ خدا کے دربار میں حاضر ہوں گے۔‘‘

(قدسیہ محمود سردار)

خطبہ جمعہ

سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 24۔اپریل 2020ء اسلام آباد، ٹلفورڈ، (سرے)، یوکے

اصل ایمان تو یہ ہے اور تقویٰ کا تقاضا تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیے گئے عہد بھی پورے کرو اور باریکی میں جا کر پورے کرو اور اسی طرح اس کی امانتوں کے حق بھی ادا کرو اور باریکی میں جا کر ادا کرو

قرآن کریم کی واضح ہدایت ہے کہ مریض ہو تو نہ رکھو۔مریض ہونے کے امکان پر کہ مریض بن جائیں گے روزہ چھوڑنا یہ غلط ہے

روزہ رکھنے کی توفیق پانے اور وبا سے نجات حاصل کرنے کے لیے دعائیں کرنے کی نصیحت

جو بندہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں اس کا فضل چاہتے ہوئے روزہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے چہرے اور آگ کے درمیان ستر خریف کا فاصلہ پیدا کر دیتا ہے

وہ شخص جس کا دل اس بات سے خوش ہے کہ رمضان آگیا اور میں اس کا منتظر تھا کہ آوے اور روزہ رکھوں اور وہ بوجہ بیماری کے روزہ نہیں رکھ سکا تو وہ آسمان پر روزے سے محروم نہیں ہے

اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہوئے اس کی طرف جھکتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے اس وبا سے بچنے کے لیے دعائیں کریں اور کوشش کریں اور اس بیماری کے علاج کے لیے جو بھی سائنس دان کوشش کر رہے ہیں ان کی مدد کریں

دنیا کی بگڑتی ہوئی معاشی صورت حال کے تناظر میں جنگ کے منڈلاتے خطرات پر اظہارِ فکر

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝۱

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۲ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝۳ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝۴ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝۵

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝۶ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝۷

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝۱۸۴ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ؕ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۱۸۵ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ؕ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۫ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝۱۸۶ (البقرة: 184تا 186)

ان آیات کا ترجمہ یہ ہے کہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر (بھی) روزوں کا رکھنا (اسی طرح) فرض کیا گیا ہے جس طرح ان لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں تا کہ تم (روحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے)بچو۔

پھر اگلی آیت کا ترجمہ ہے کہ (سو تم روزے رکھو) چند گنتی کے دن۔ اور تم میں سے جو شخص مریض ہو یا سفر میں ہو تو(اسے) اَور دنوں میں تعداد(پوری کرنی) ہوگی اور ان لوگوں پر جو اس (یعنی روزہ) کی طاقت نہ رکھتے ہوں (بطور فدیہ) ایک مسکین کا کھانا دینا (بشرط استطاعت) واجب ہے اور جو شخص پوری فرمانبرداری سے کوئی نیک کام کرے گا تو یہ اس کے لیے بہتر ہوگا اور اگر تم علم رکھتے ہو تو (سمجھ سکتے ہو کہ) تمہارا روزے رکھنا تمہارے لیے بہتر ہے۔

رمضان کا مہینہ وہ (مہینہ) ہے جس کے بارے میں قرآن (کریم) نازل کیا گیا ہے۔ (وہ قرآن) جو تمام انسانوں کے لیے ہدایت (بنا کر بھیجا گیا)ہے اور جو کھلے دلائل اپنے اندر رکھتا ہے۔(ایسے دلائل) جو ہدایت پیدا کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی (قرآن میں) الٰہی نشان بھی ہیں۔ اس لیے تم میں سے جو شخص اس مہینہ کو (اس حال میں) دیکھے (کہ نہ مریض ہو نہ مسافر) ہو اسے چاہیے کہ وہ اس کے روزے رکھے اور جو شخص مریض ہو یا سفر میں ہو تو اس پر اور دنوں میں تعداد (پوری کرنی واجب) ہوگی۔ اللہ تمہارے لیے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لیے تنگی نہیں چاہتا اور(یہ حکم اس نے اس لیے دیا ہے کہ تم تنگی میں نہ پڑو اور) تا کہ تم تعداد کو پورا کر لو اور اس (بات) پر اللہ کی بڑائی کرو کہ اس نے تم کو ہدایت دی ہے اور تا کہ تم (اس کے) شکر گزار بنو۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے کل سے یہاں رمضان شروع ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزے ہماری روحانی ترقی کے لیے رکھے ہیں۔ قرآن کریم کی جو پہلی آیت میں نے تلاوت کی ہے اس میں یہی فرمایا کہ روزے تم پر اس لیے فرض کیے گئے ہیں تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو اور تقویٰ کیا ہے؟ اس کی وضاحت کرتے ہوئے ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

’’تقویٰ یہ ہے کہ انسان خدا کی تمام امانتوں اور ایمانی عہد اور ایسا ہی مخلوق کی تمام امانتوں اور عہد کی حتی الوسع رعایت رکھے یعنی ان کے دقیق در دقیق پہلوؤں پر تابمقدور کاربند ہو جائے۔‘‘

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 210)

یعنی امانتوں اور عہدوں کے باریک در باریک پہلوؤں کو سامنے رکھتے ہوئے پھر ان کی ادائیگی کرنے والا ہو اور اس کا پابند ہو جائے۔ پس یہ کوئی آسان کام نہیں ہے۔ حقوق اللہ کیا ہیں اور حقوق العباد کیا ہیں؟ اس کی فہرست بنانے لگیں تو انسان پریشان ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ہے جو ہم ادا نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ کے جتنے ہم پر احسان ہیں اس کا حق بنتا ہے کہ اس کی شکر گزاری کی جائے۔ یہ شکر گزاری کا حق ہم ادا نہیں کرتے اور نہ کر سکتے ہیں اور اس کے بغیر ہی اکثر لوگ تو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے فائدہ اٹھاتے چلے جاتے ہیں جیسے کہ یہ ہمارا حق ہے حالانکہ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے جو ہماری حالتوں اور ناشکر گزاری کے باوجود ہمیں نوازتا چلا جاتا ہے۔ ہمارے عہد ہیں جو ہم نے خدا تعالیٰ سے کیے ہیں ان کو ہم پورا نہیں کرتے۔ مخلوق کے حقوق ہیں، والدین کے حقوق ہیں، ہمسائے کے حقوق ہیں، مسافروں کے حقوق ہیں، معاشرے کے عمومی حقوق ہیں جنہیں ہم ادا نہیں کرتے۔ جنہیں ہمیں ادا کرنے کا حکم ہے اور ہم اس کا حق ادا نہیں کرتے۔ پس اگر ہم باریکی سے جائزہ لیں تو نہ ہم اللہ تعالیٰ کے حق ادا کر رہے ہیں اور نہ بندوں کے۔ میں نے ایک عمومی فہرست بنوائی تھی جس میں بعض موٹے موٹے حقوق ہی رکھے تھے تو جو بندوں کے حقوق ہیں، اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے حقوق ہیں وہ بھی تقریباً اٹھائیس انتیس بن گئے تھے۔ بہرحال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اصل ایمان تو یہ ہے اور تقویٰ کا تقاضا تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیے گئے عہد بھی پورے کرو اور باریکی میں جا کر پورے کرو اور اسی طرح اس کی امانتوں کے حق بھی ادا کرو اور باریکی میں جا کر ادا کرو۔ اسی طرح مخلوق کے عہد بھی باریکی سے ادا کرو اور اس کی امانتوں کی بھی ایک فکر کے ساتھ ادائیگی کروتب کہا جا سکتا ہے کہ تقویٰ ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ رمضان کا مہینہ اس لیے آیا ہے، روزے رکھنے کی طرف اس لیے تمہیں توجہ دلائی گئی ہے کہ سال کے گیارہ مہینے میں جو کوتاہیاں کمیاں ان حقوق کے ادا کرنے میں ہو گئی ہیں اس مہینے میں خالصۃً اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کی خاطر جائز چیزوں کو بھی چھوڑتے ہوئے، اللہ

تعالیٰ کی خاطر بھوک پیاس برداشت کرتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کی عبادت میں پہلے سے بڑھ کر توجہ دیتے ہوئے، بندوں کے حقوق کی ادائیگی کی طرف خاص طور پر توجہ دیتے ہوئے پورا کرو اور جب یہ کرو گے تو اس کا نام تقویٰ ہے۔ اور یہی رمضان کا اور روزوں کا مقصد ہے اور جب انسان اس نیت اور اس مقصد کے حصول کے لیے روزے رکھے گا اور رمضان میں سے گزرے گا اور نیک نیت ہو کر گزرے گا تو پھر یہ تبدیلی عارضی نہیں ہو گی بلکہ ایک مستقل تبدیلی ہو گی۔

پھر حقوق اللہ کی ادائیگیوں کی طرف بھی مستقل توجہ رہے گی۔ عبادتوں کے حق ادا کرنے کی طرف بھی مستقل توجہ رہے گی۔ دنیا کی مصروفیات اور لغویات غلبہ نہیں کریں گی اور انسانوں کے حقوق ادا کرنے کی طرف بھی عمومی توجہ رہے گی۔ اپنے ذاتی مفادات کے لیے ہم لوگوں کے حق مارنے والے نہیں ہوں گے۔ اگر ہم اس نیت سے اور اس ارادے سے روزوں کے مہینے میں داخل نہیں ہو رہے تو ہمارا رمضان میں داخل ہونا بے فائدہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا کہ جو بندہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں اس کا فضل چاہتے ہوئے روزہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے چہرے اور آگ کے درمیان ستر خریف کا فاصلہ پیدا کر دیتا ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الجہاد والسیر باب فضل الصوم فی سبیل اللہ حدیث 2840)

یعنی خزاں یا سرما کا موسم ہے تو جو فاصلہ ایک موسم اور اگلے موسم کے درمیان ہے وہ اتنا فاصلہ ہے کہ ستر خریف کا فاصلہ پیدا کر دیتا ہے یعنی ایک خریف اور دوسرے خریف میں ایک سال کا فاصلہ ہے تو اتنا فاصلہ پیدا کر دیتا ہے جو ستر سالوں کے برابر ہے ۔ تو یہ ہیں روزے کی برکات اور یہ ہے وہ تقویٰ جو روزہ پیدا کرتا ہے۔ یعنی روزہ صرف تیس دن کے لیے تقویٰ پیدا نہیں کرتا بلکہ حقیقی روزہ ستر سال تک اپنا اثر رکھتا ہے اور اس حساب سے اگر ہم دیکھیں تو روزے کی فرضیت ہونے کے بعد ایک انسان پہ، ایک بالغ مسلمان پہ جب روزہ فرض ہوتا ہے اس کے بعد جو روزے سے حقیقی فیض اٹھانے والا ہے اور اس کی روح کو سمجھ کر روزے رکھنے والا ہے وہ تمام عمر کے لیے ہی ان برکات سے فیض پاتا رہے گا جو روزے میں اللہ تعالیٰ نے رکھی ہیں اور تقویٰ کی راہوں کو تلاش کرتا رہے گا جو روزے کا مقصد ہے اور اس طرح اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے بچ جائے گا اور اس کی خوشنودی حاصل کرنے والا بنتا چلا جائے گا۔

اگر ہم تصور کریں کہ ایسے روزے دار ہمارے معاشرے میں پیدا ہو جائیں تو وہ کس قدر خوبصورت معاشرہ ہو گا جہاں اللہ تعالیٰ کے حق بھی ادا کیے جا رہے ہوں گے ا ور بندوں کے حق بھی ادا کیے جا رہے ہوں گے اور یہی وہ حسین معاشرہ ہے جو ہر مومن قائم کرنے کی خواہش رکھتا ہے بلکہ ہر انسان اس معاشرے کو قائم رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن جیسا کہ میں نے کہا جہاں تک اس کے اپنے حقوق کا سوال ہے وہ عموماً اپنے لیے تو یہ پسند کرتا ہے چاہے دوسرے کے لیے اس کو خیال نہ آئے لیکن اسلام کہتا ہے کہ دوسروں کے لیے بھی تم نے یہ معاشرہ قائم کرنا ہے۔ صرف اپنی سہولیات نہیں دیکھنی، اپنے مفادات نہیں دیکھنے، اپنے حقوق نہیں دیکھنے بلکہ دوسروں کے حقوق کی بھی حفاظت کرنی ہے، ان کا بھی خیال کرنا ہے۔

آج کل وائرس کی جو وبا پھیلی ہوئی ہے اس نے حکومتی قانون کے تحت اکثر لوگوں کو گھروں میں بند کر دیا ہے اور اس لحاظ سے یہاں ایک اچھی بات جماعت میں بھی اور بعض جگہوں پہ لوگوں میں بھی پیدا ہو رہی ہے اوران کو خیال آ رہا ہے ۔ لیکن دنیا کے ہر ملک میں جماعت میں خاص طور پر اس طرف توجہ ہے۔خدام الاحمدیہ کے تحت، والنٹیئرز کے تحت جہاں جہاں لوگوں کو جنس پہنچانے کے لیے یا دوسری سہولیات پہنچانے کے لیے، دوائیاں پہنچانے کے لیے مدد کی ضرورت ہے وہ کر رہے ہیں۔ تو یہ جو حق ادا کیے جا رہے ہیں یہ ایک ایسا نمونہ پیش کر رہے ہیں جس سے اپنے تو فائدہ اٹھا ہی رہے ہیں غیر بھی فائدہ اٹھا کر متاثر ہورہے ہیں۔ پس انسانی خدمت کے لیے یہ سوچ جو آج کل پیدا ہوئی ہے یہ سوچ بھی ہمیشہ ہمارے اندر قائم رہنے والی ہونی چاہیے نہ کہ صرف ہنگامی حالات کے لیے۔

بہرحال اس کے علاوہ روحانی فائدے کیا ہیں؟ لوگ لکھتے ہیں کہ اس وجہ سے ہمارے گھر کا ایک نیا ماحول بن گیا ہے کہ ہم گھروں میں بیٹھ گئے ہیں۔ نمازیں باجماعت ادا ہوتی ہیں۔ نمازوں کے بعد مختصر درس و تدریس بھی ہوتا ہے۔ خطبہ اکٹھے بیٹھ کر سنتے ہیں اور بعض دوسرے پروگرام ایم ٹی اے پر دیکھتے ہیں۔ اگر یہ لاک ڈاؤن مزید لمبا ہوتا ہے ، اگریہ پورے رمضان تک حاوی رہتا ہے تو پھر اس رمضان میں اس طرح باجماعت نمازیں اور درس و تدریس کو مزید توجہ سے ادا کرنے کی ہمیں کوشش کرنی چاہیے۔ بچوں کو چھوٹے چھوٹے مسائل بھی سکھائیں اور بتائیں۔ جیسا کہ پہلے بھی میں نے ایک خطبے میں کہا تھا کہ اس طرح اپنا علم بھی بڑھائیں اور بچوں کا علم بھی بڑھائیں اور دعاؤں کی طرف توجہ دے کر خاص طور پر اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے بھی اور دنیا کے لیے بھی رحم مانگیں۔ پس یہ دن جو اللہ تعالیٰ ہمیں دے رہا ہے اس کا بھرپور فائدہ اٹھانا چاہیے۔ اس وبا نے عموماً گھروں میں جو ماحول پیدا کر دیا ہے جیسا کہ میں نے کہا اس میں مزید بہتری کی طرف ہمیں توجہ دینی چاہیے نہ کہ ان دنیادار گھروں کی طرح ہو جائیں جن گھروں کے بارے میں عموماً آتا ہے کہ گھروں میں لڑائیاں اور فساد بڑھ گئے ہیں اور بے چینیاں بڑھ گئی ہیں۔ ایک نیک ماحول میں تو اس نیکی کی وجہ سے جس کے کرنے کی طرف ہمیں توجہ دلائی گئی ہے ہمارے ماحول بہتر ہونے چاہئیں۔ بعض دفعہ مرد اس ماحول کا مکمل حصہ نہیں بنتے جو ایک دینی ماحول گھروں میں پیدا ہو رہا ہے اور بعض دفعہ عورتیں اپنی ترجیحات مختلف رکھتی ہیں۔ ایسے لوگوں کو یہ ادراک ہی نہیں ہے کہ ایسے حالات میں کس قدر اللہ تعالیٰ کی طرف جھکنے اور اس کی رضا حاصل کرنے کی ضرورت ہے اور یہی وہ وقت ہے جب بچوں کو بھی زیادہ سے زیادہ خدا تعالیٰ کے قریب لایا جا سکتا ہے۔ پس ان دنوں میں ہمارے ہر گھر کو، ہمارے ہر احمدی گھر کو ان دنوں میں اس طرف بہت توجہ کرنے کی ضرورت ہے تا کہ ہم زیادہ سے زیادہ خدا تعالیٰ کا پیار جذب کر سکیں اور انجام بخیر ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تقویٰ کی حقیقت کو سمجھنے کی اور اس پر کاربند ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مختلف انداز میں مختلف مواقع پر تقویٰ کی وضاحت کی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس زمانے کا حصن حصین ہیں۔ وہ مضبوط جائے پناہ اور قلعہ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے رہنمائی پا کر اسلام کی حقیقی تعلیم ہم پر واضح کر کے بڑے درد سے ہمیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے بتائے ہوئے راستے دکھا کر اس جائے پناہ میں داخل ہونے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ پس ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم جو اس بات کا عہد کر کے آپؑ کی جماعت میں شامل ہوئے ہیں کہ آپؑ کی باتوں کو سن کر اس پر عمل کریں گے، اس عہد کو پورا کریں جو ہم نے آپؑ سے کیا ہے۔ آپؑ کے درد سے پُر الفاظ پر غور کر کے ان پر عمل کریں اور جہاں ہم عہدوں کو پورا کرنے والے بنیں وہاں اپنی دنیا و عاقبت بھی سنوارنے والے بن جائیں۔ اس وقت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض اقتباسات پیش کروں گا جن کو مختلف مجالس میں آپؑ نے افرادِ جماعت کے سامنے ہماری روحانی ترقی اور تقویٰ میں ترقی کے لیے بیان فرمایا۔ ایک مجلس میں اس بات کو وضاحت سے بیان فرماتے ہوئے کہ تقویٰ کیا ہے اور کیونکر حاصل ہو سکتا ہے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

’’ضروری امر یہ ہے کہ پہلے یہ سمجھ لے کہ تقویٰ کیا چیز ہے اور کیو نکر حاصل ہو تا ہے۔ تقویٰ تو یہ ہے کہ باریک درباریک پلیدگی سے بچے اور اس کے حصول کا یہ طریق ہے کہ انسان ایسی کامل تدبیر کرے کہ گناہ کے کنارہ تک نہ پہنچے اور پھر نری تدبیر ہی کو کافی نہ سمجھے بلکہ ایسی دعا کرے جواس کا حق ہے کہ گداز ہو جاوے۔ بیٹھ کر، سجدہ میں،رکوع میں، قیام میں اور تہجد میں غرض ہر حالت اور ہر وقت اسی فکر ودعا میں لگا رہے کہ اللہ تعالیٰ گناہ اور معصیت کی خباثت سے نجات بخشے۔‘‘ فرمایا کہ ’’اس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں ہے کہ انسان گناہ اور معصیت سے محفوظ اور معصوم ہو جاوے اور خدا تعالیٰ کی نظر میں راست باز اور صادق ٹھہر جاوے ۔‘‘ فرمایا ’’لیکن یہ نعمت نہ تو نری تد بیر سے حاصل ہو تی ہے اور نہ نری دعا سے۔‘‘ نہ کوشش کافی ہے۔ نہ صرف دعا کافی ہے۔ ’’بلکہ یہ دعا اور تدبیر دونوں کے کامل اتحاد سے حاصل ہو سکتی ہے۔‘‘ جب تک دونوں چیزوں کی انتہا نہیں کرو گے یہ چیز نہیں مل سکتی۔ فرمایا کہ ’’جو شخص نری دعا ہی کرتا ہے اور تد بیر نہیں کرتا وہ شخص گناہ کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کو آزماتا ہے ۔ ایسا ہی جو نری تد بیر کرتا ہے اور دعا نہیں کرتا وہ بھی شوخی کرتا اور خدا تعالیٰ سے استغنا ظاہر کر کے اپنی تجویز اور تدبیر اور زورِ بازو سے نیکی حاصل کرنا چاہتا ہے۔‘‘ زورِ بازو سے نیکیاں نہیں حاصل ہو سکتیں۔ پھر فرمایا ’’لیکن مو من‘‘ اور سچے مومن ’’اور سچے مسلمان کا یہ شیوہ نہیں۔ وہ تدبیر اور دعا دونوں سے کا م لیتا ہے۔ پوری تد بیر کرتا ہے۔‘‘ جو ظاہری اسباب ہیں ان کو پورا کرتا ہے ’’اور پھر معاملہ خدا تعالیٰ پر چھوڑ کر دعا کرتا ہے اور یہی تعلیم قرآن شریف کی پہلی ہی سورت میں دی گئی ہے چنانچہ فر مایا ہے۔اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ۔ جو شخص اپنے قویٰ سے کام نہیں لیتا وہ نہ صرف اپنے قویٰ کو ضائع کرتا اور ان کی بے حرمتی کرتاہے بلکہ وہ گناہ کرتا ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد 6 صفحہ 337-338ایڈیشن 1984ء)

پھر اس کی مزید تفصیل اس طرح بیان فرمائی کہ

’’جو کچھ قویٰ خدا تعالیٰ نے انسان کو عطا کیے ہیں ان سے پورا کام لے کر پھر وہ انجام کو خدا کے سپرد کرتا ہے اور خدا تعالیٰ سے عرض کرتا ہے کہ جہاں تک تو نے مجھے توفیق عطا کی تھی اس حد تک تو میں نے اس سے کام لے لیا۔ یہ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ کے معنی ہیں۔ اور پھر اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ کہہ کر خدا سے امداد چاہتا ہے کہ باقی مرحلوں کے لیے میں تجھ سے امداد طلب کرتا ہوں۔‘‘

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 338-339 حاشیہ ایڈیشن 1984ء)

لیکن ہمیں ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ خدا تعالیٰ ہمارے دلوں کے حال اور ہمارے ہر عمل سے واقف ہے اس لیے اپنی کوشش کو انتہا تک پہنچا کر جس حد تک توفیق ہے اس حد تک کوشش کر کے پھر اس کی مدد کا بھی طلبگار ہوا جا سکتا ہے۔ پس اس معاملے میں بھی اپنے نفس کو اچھی طرح ٹٹولنے کی ضرورت ہے۔ یہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ آیا تقویٰ سے ہم کام لے رہے ہیں کہ نہیں۔ پھر آپؑ نے فرمایا۔

’’ اس میں شک نہیں ہے کہ انسان بعض اوقات تدبیر سے فائدہ اٹھا تا ہے لیکن تدبیر پر کلّی بھروسا کرنا سخت نادانی اور جہالت ہے ۔ جب تک تدبیر کے ساتھ دعا نہ ہو کچھ نہیں اور دعا کے ساتھ تدبیر نہ ہو تو کچھ فائدہ نہیں۔ جس کھڑکی کی راہ سے معصیت آتی ہے پہلے ضروری ہے کہ اس کھڑکی کو بندکیا جاوے۔‘‘ پھر جس سوراخ سے یا جس جگہ سے گناہ اندر آتا ہے جو چیز گناہ کی، نافرمانی کی، دین سے دور ہٹنے کی وجہ بنتی ہے پہلے ضروری ہےکہ اس وجہ کو دور کیا جائے۔ فرمایا کہ اس کھڑکی کو بند کیا جاوے۔ ’’پھر نفس کی کشاکش کے لیے دعا کرتا رہے۔ اسی کے واسطے کہا ہے ۔ وَالَّذِیۡنَ جَاهَدُوۡا فِیۡنَا لَنَهۡدِیَنَّهُمۡ سُبُلَنَا۔‘‘ (العنکبوت:70)فرمایا کہ ’’اس میں کس قدر ہدایت تدابیر کو عمل میں لانے کے واسطے کی گئی ہے۔ تدابیر میں خدا کو نہ چھوڑے۔ دوسری طرف فرماتا ہےاُدۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ۔ (المؤمن:61)پس اگر انسان پورے تقوے کا طالب ہے تو تد بیر کرے اور دعا کرے۔ دونوں کو جو بجا لانے کا حق ہے بجا لائے۔ تو ایسی حالت میں خدا اس پر رحم کرے گا لیکن اگر ایک کرے

گا اور دوسری کو چھوڑے گا تو محروم رہے گا۔‘‘(ملفوظات جلد 6 صفحہ 338-339ایڈیشن 1984ء)

پھر اس کو مزید کھولتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

’’پس انسان ایسے طریق سے تقویٰ پر قائم ہوتا ہے۔‘‘ یعنی تدبیر اور دعا سے ۔ پھر فرمایا ’’اور تقویٰ اللہ ہر ایک عمل کی جڑ ہے۔‘‘ فرمایا کہ انسان ایسے طریق سے تقویٰ پر قائم ہوتا ہے۔ وہ کون سا طریق ہے؟ جو پہلے بیان ہوا ہے یعنی تدبیر بھی اور دعا بھی۔ ایسے طریق سے تقویٰ پر قائم ہوتا ہے اور تقوی اللہ ہر ایک عمل کی جڑ ہے۔ ’’جو اس سے خالی ہے وہ فاسق ہے۔ تقویٰ سے زینت اعمال پیداہوتی ہے۔‘‘ تقویٰ ہی ہے جو اعمال کی خوبصورتی پیدا کرتا ہے۔ ’’اور اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قرب ملتا ہے اور اسی کے ذریعہ وہ اللہ تعالیٰ کا ولی بن جاتا ہے۔ چنانچہ فرما یا ہے۔ اِنْ اَوْلِیَآؤُہٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ۔‘‘ (الانفال :35)

پھر اِنْ اَوْلِیَآؤُہٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ کی وضاحت مزید اس طرح فرمائی کہ

’’ولایت کا حصہ تقویٰ ہی پر ہے۔ خدا تعالیٰ سے ترساں اور لرزاں ہو کر اگر اسے حاصل کرو گے تو کمال تک پہنچ جاؤ گے۔‘‘ (ملفوظات جلد 6 صفحہ 340 مع حاشیہ)

اللہ کے اولیاء بننا ہے تو وہ تقویٰ سے ملتا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رہے گا ،اس سے ڈرتے رہو گے تو پھر انسان اس کمال تک پہنچ سکتا ہے۔ پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

’’کامل طور پر جب تقویٰ کا کوئی مرحلہ باقی نہ رہے تو پھر یہ اولیاء اللہ میں داخل ہو جاتا ہے اور تقویٰ حقیقت میں اپنے کامل درجہ پر ایک موت ہے کیونکہ جب نفس کی سارے پہلوؤں سے مخالفت کرے گا تو نفس مر جاوے گا۔ اسی لیے کہا گیا ہے کہ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا۔‘‘ فرمایا کہ ’’نفس ظاہری لذات کا دلدادہ ہوتا ہے ، پنہانی لذات سے یہ بالکل بے خبر ہے۔‘‘ یعنی اللہ تعالیٰ کی جو لذات ہیں جو روحانی لذات ہیں وہ تو چھپی ہوئی لذات ہیں ان کو تو جانتا ہی نہیں۔ ظاہری دنیا کی چکاچوند ہے انہی کو انسان جانتا ہے اور نفس انہی کو چاہتا ہے۔ نفس کو خبردار کرنے کے لیے فرمایا کہ ’’اسے خبردار کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اول ظاہری لذات پر ایک موت وارد ہو اور پھر نفس کو پنہانی لذات کا علم ہو۔‘‘ ظاہری لذات جو ہیں ان پر موت وارد ہو تو پھر نفس کو پنہانی لذات کا علم ہو گا۔ فرمایا کہ ’’اس وقت الٰہی لذت جو کہ جنتی زندگی کا نمونہ ہے شروع ہوگی۔‘‘ جب چھپی ہوئی لذات کا علم ہونا شروع ہو گا تو جنّتی زندگی کا نمونہ شروع ہو گا۔ پھر آپؑ نے اسی حوالے سے جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ پس ’’ہماری جماعت کو چاہیے کہ نفس پر موت وارد کرنے‘‘ یہ کوئی بڑے اولیاء اللہ اور بہت پائے کے پہنچے ہوئے لوگوں کو نصیحت نہیں ہے بلکہ جماعت کے عمومی افراد کو آپؑ کی نصیحت ہے ۔ یہ نہ سمجھے کہ اس مقام پر پہنچنے کے لیے، اللہ تعالیٰ کے لیے ایک خاص مقام چاہیے اور ہر نفس نہیں پہنچتا۔ آپؑ نے جماعت کو عمومی نصیحت فرمائی ہے۔ فرمایا پس ’’ہماری جماعت کو چاہیے کہ نفس پر موت وارد کرنے اور حصول تقویٰ کے لیے وہ اول مشق کریں جیسے بچے خوشخطی سیکھتے ہیں تو اوّل اوّل ٹیڑھے حرف لکھتے ہیں لیکن آخر کار مشق کرتے کرتے خود ہی صاف اور سیدھے حروف لکھنے لگ جاتے ہیں۔ اسی طرح ان کو بھی مشق کرنی چاہیے۔ جب اللہ تعالیٰ ان کی محنت کو دیکھے گا تو خود ان پر رحم کرے گا۔‘‘ اور یہ جو پہلے بیان ہوا تھا وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا اس کی مزید وضاحت فرماتے ہیں کہ ’’وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا میں مجاہدہ سے مراد یہی مشق ہے۔‘‘ محنت کرے انسان اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے تو اللہ تعالیٰ رحم کرتا ہے اور اس کو پھل لگاتا ہے۔ فرمایا کہ اس میں مجاہدے سے مراد یہی مشق ہے جس طرح ایک بچہ مشق کرتا ہے ’’کہ ایک طرف دعا کرتا ہے دوسری طرف کامل تدبیر کرے آخر اللہ تعالیٰ کا فضل آ جاتا ہے اور نفس کا جوش و خروش دب جاتا ہے اور ٹھنڈا ہو جاتا ہے اور ایسی حالت ہو جاتی ہے جیسے آگ پر پانی ڈال دیا جاوے۔ بہت سے انسان ہیں جو نفسِ امارہ ہی میں مبتلا ہیں۔‘‘

پھر جماعت کی اندرونی اصلاح کے لیے آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’میں دیکھتا ہوں کہ جماعت میں باہم نزاعیں بھی ہو جاتی ہیں۔‘‘ آپس میں جھگڑے ہیں۔ رنجشیں ہیں۔ دوریاں ہیں وہ ہو جاتی ہیں ’’اور معمولی نزاع سے پھر ایک دوسرے کی عزت پر حملہ کرنے لگتا ہے اور اپنے بھائی سے لڑتا ہے۔ یہ بہت ہی نامناسب حرکت ہے۔ یہ نہیں ہونا چاہیے بلکہ ایک اگر غلطی کا اعتراف کر لے تو کیا حرج ہے؟‘‘ فرمایا کہ ’’بعض آدمی ذرا ذرا سی بات پر دوسرے کی ذلت کا اقرار کیے بغیر پیچھا نہیں چھوڑتے۔ ان باتوں سے پرہیز کرنا لازم ہے۔ خدا تعالیٰ کا نام ستّار ہے۔ پھر یہ کیوں اپنے بھائی پر رحم نہیں کرتا اور عفو اور پردہ پوشی سے کام نہیں لیتا۔ چاہیے کہ اپنے بھائی کی پردہ پوشی کرے اور اس کی عزت و آبرو پر حملہ نہ کرے۔‘‘

پھر فرمایا کہ ’’ابھی تک بہت سے آدمی جماعت میں ایسے ہیں کہ تھوڑی سی بات بھی خلاف نفس سن لیتے ہیں تو ان کو جوش آ جاتا ہے حالانکہ ایسے تمام جوشوں کو فرو کرنا بہت ضروری ہے۔‘‘ ان کو ختم کرنا بہت ضروری ہے ’’تا کہ حلم اور بردباری طبیعت میں پیدا ہو۔‘‘ فرمایا ’’دیکھا جاتا ہے کہ جب ایک ادنیٰ سی بات پر بحث شروع ہوتی ہے تو ایک دوسرے کو مغلوب کرنے کی فکر میں ہوتا ہے کہ ’’کس طرح میں دوسرے کو نیچا دکھاؤں‘‘کسی طرح میں فاتح ہو جاؤں۔ ایسے موقع پر جوش نفس سے بچنا چاہیے اور رفعِ فساد کے لیے ادنیٰ ادنیٰ باتوں میں دیدہ و دانستہ خود ذلت اختیار کر لینی چاہیے۔ اس امر کی کوشش ہرگز نہ کرنی چاہیے کہ مقابلہ میں اپنے دوسرے بھائی کو ذلیل کیا جاوے۔‘‘ (ملفوظات جلد 6 صفحہ 341تا 342)

فرمایا کہ ’’یہ بڑی رعونت کی جڑ اور بیماری ہے کہ دوسرے کی خطا پکڑ کر اشتہار دے دیا جاوے۔‘‘ فرمایا کہ ’’اپنے بھائی پر فتح پانے کا خیال رعونت کی ایک جڑ ہے۔‘‘ رعونت کی جڑ پہلے بیان فرمائی تھی کہ دوسرے کی خطا پکڑ کر اشتہار دے دیا جائے، مزید وضاحت فرمائی کہ ’’اپنے بھائی پر فتح پانے کا خیال بھی رعونت کی ایک جڑ ہے اور بڑی بھاری مرض ہے کہ وہ اپنے ایک بھائی کے عیب کے مشتہر کرنے کی ترغیب دلاتی ہے۔‘‘ فرمایا ’’ایسے امور سے نفس خراب ہو جاتا ہے ۔اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔ غرض یہ سب امور تقویٰ میں داخل ہیں اور اندرونی بیرونی امور میں تقویٰ سے کام لینے والا فرشتوں میں داخل کیا جاتا ہے کیونکہ اس میں کوئی سرکشی باقی نہیں رہ جاتی۔ تقویٰ حاصل کرو کیونکہ تقویٰ کے بعد ہی خدا تعالیٰ کی برکتیں آتی ہیں۔ متقی دنیا کی بلاؤں سے بچایا جاتا ہے۔ خدا ان کا پردہ پوش ہو جاتا ہے۔ جب تک یہ طریق اختیار نہ کیا جاوے کچھ فائدہ نہیں۔ ایسے لوگ میری بیعت سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔‘‘

فرمایا کہ ’’یاد رکھو بیعت کا زبانی اقرار کچھ شئے نہیں ہے اللہ تعالیٰ تزکیہ نفس چاہتا ہے۔‘‘ فرمایا کہ فائدہ تو کوئی نہیں ہو گا۔ ’’فائدہ ہو بھی تو کس طرح جبکہ ایک ظلم تو اندر ہی رہا۔ اگر وہی جوش، رعونت، تکبر، عُجب، ریاکاری، سریع الغضب ہونا باقی ہے جو دوسروں میں بھی ہے تو پھر فرق ہی کیا ہے؟‘‘

اس کی مزید وضاحت اس طرح بیان ہوئی ہے ’’اس لیے اپنے نفسوں میں تبدیلی کرو اور اخلاق کا اعلیٰ نمونہ حاصل کرو۔‘‘ فرمایا کہ ’’سعید اگر ایک ہی ہو اور وہ سارے گاؤں میں ایک ہی ہو تو لوگ کرامت کی طرح اس سے متاثر ہوں گے۔‘‘ نیک آدمی ہو اور سعید فطرت ہو، لوگوں کو فائدہ پہنچانے والا ہو، اپنے جذبات کو قابو میں رکھنے والا ہو، عاجز ہو تو فرمایا کہ لوگ کرامت کی طرح اس سے متاثر ہوں گے۔ یہ بھی تبلیغ کرنے کا ایک ذریعہ ہے ۔ فرمایا ’’نیک انسان جو اللہ تعالیٰ سے ڈر کر نیکی اختیار کرتا ہے اس میں ایک ربانی رعب ہوتا ہے اور دلوں میں پڑ جاتا ہے کہ یہ باخدا ہے۔‘‘ فرمایا کہ ’’خواہ کیسی ہی دشمنی ہو رفتہ رفتہ سب خود بخود اس کے تابع ہو جاویں گے اور بجائے حقارت کے اس کی عظمت کرنے لگ جاویں گے۔‘‘ فرمایا کہ ’’یہ بالکل سچی بات ہے کہ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے خدا تعالیٰ اپنی عظمت سے اس کو حصہ دیتا ہے اور یہی طریق نیک بختی کا ہے۔ پس یاد رکھو کہ چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھائیوں کو دکھ دینا ٹھیک نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمیع اخلاق کے متمم ہیں اور اس وقت خدا تعالیٰ نے آخری نمونہ آپؐ کے اخلاق کا قائم کیا ہے۔‘‘ فرمایا کہ ’’اس وقت بھی اگر وہی درندگی رہی تو پھر سخت افسوس اور کم نصیبی ہے۔ پس دوسروں پر عیب نہ لگاؤ کیونکہ بعض اوقات انسان دوسرے پر عیب لگا کر خود اس میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ اگر وہ عیب اس میں نہیں۔‘‘ اگر وہ عیب اس میں نہیں ہے اور پھر تم نے الزام لگایا ہے تو خود اس میں گرفتار ہو جاؤ گے۔ ’’لیکن اگر وہ عیب سچ مچ اس میں ہے۔‘‘ جس پر تم الزام لگا رہے ہو، جس کے بارے میں کہہ رہے ہو کہ اس میں یہ عیب ہے تو فرمایا اگر سچ مچ اس میں ہے۔ ’’تو اس کا معاملہ پھر خدا تعالیٰ سے ہے۔‘‘ پھر بھی تمہیں عیب لگانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اگر برائی ہے تو اس کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے اور اگر نہیں ہے اور تم کہہ رہے ہو تو پھر وہ تمہارے اوپر پڑ سکتا ہے۔ پھر فرمایا ’’بہت سے آدمیوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ اپنے بھائیوں پر معاً ناپاک الزام لگا دیتے ہیں ان باتوں سے پرہیز کرو۔ بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچاؤ اور...... اپنی بیویوں سے عمدہ معاشرت کرو۔ ہمسایوں سے نیک سلوک کرو۔ اور اپنے بھائیوں سے نیک معاشرت کرو اور سب سے پہلے شرک سے بچو کہ یہ تقویٰ کی ابتدائی اینٹ ہے۔‘‘ (ماخوذ از ملفوظات جلد 6 صفحہ 340 تا 344 مع حاشیہ ایڈیشن 1984ء)

پھر آپؑ فرماتے ہیں: ’’تقویٰ کے معنی ہیں بدی کی باریک راہوں سے پرہیز کرنا۔ مگر یاد رکھو نیکی اتنی نہیں ہے کہ ایک شخص کہے کہ میں نیک ہوں اس لیے کہ میں نے کسی کا مال نہیں لیا، نقب زنی نہیں کی، چوری نہیں کرتا، بدنظری اور زنا نہیں کرتا۔ ایسی نیکی عارف کے نزدیک ہنسی کے قابل ہے کیونکہ اگر وہ ان بدیوں کا ارتکاب کرے اور چوری یا ڈاکہ زنی کرے تو وہ سزا پائے گا۔ پس یہ کوئی نیکی نہیں کہ جو عارف کی نگاہ میں قابل قدر ہو بلکہ اصلی اور حقیقی نیکی یہ ہے کہ نوع انسان کی خدمت کرے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں کامل صدق اور وفا داری دکھلائے اور اس کی راہ میں جان تک دے دینے کو تیار ہو۔ اسی لیے یہاں فرمایا ہے اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ(النحل:129)یعنی اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہے جو بدی سے پرہیز کرتے ہیں اور ساتھ ہی نیکیاں بھی کرتے ہیں۔ یہ خوب یاد رکھو کہ نرا بدی سے پرہیز کرنا کوئی خوبی کی بات نہیں جب تک اس کے ساتھ نیکیاں نہ کرے۔‘‘ (ملفوظات جلد 6 صفحہ 241-242ایڈیشن 1984ء)

پھر آپؑ فرماتے ہیں : ’’یقیناً سمجھو کہ ہر ایک پاکبازی اور نیکی کی اصلی جڑ خدا تعالیٰ پر ایمان لانا ہے۔ جس قدرانسا ن کا ایمان باللہ کمزور ہوتا ہے اسی قدر اعمالِ صالحہ میں کمزوری اور سستی پائی جاتی ہے۔ لیکن جب ایمان قوی ہو۔‘‘ اللہ تعالیٰ پہ ایمان مضبوط ہو گا تو اعمال بھی اچھے ہوں گے۔ ’’جب ایمان قوی ہو اور اللہ تعالیٰ کو اس کی تمام صفات کاملہ کے ساتھ یقین کر لیا جائے اسی قدر عجیب رنگ کی تبدیلی انسان کے اعمال میں پیدا ہو جاتی ہے۔‘‘ اللہ تعالیٰ کی صفات پر کامل یقین پیدا ہو جائے تو ایک عجیب رنگ کی تبدیلی انسان کے اعمال میں پیدا ہو جاتی ہے۔ ’’خدا تعالیٰ پر ایمان رکھنے والا گناہ پر قادر نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ ایمان اس کی نفسانی قوتوں اور گناہ کے اعضاء کو کاٹ دیتا ہے۔‘‘ فرمایا کہ ’’دیکھو اگر کسی کی آنکھیں نکال دی جائیں تو وہ آنکھوں سے بدنظری کیونکر کر سکتا ہے اور آنکھوں کا گناہ کیسے کرے گا ؟ اور اگر ایسا ہی ہاتھ کاٹ دیے جائیں پھر وہ گناہ جو ان اعضاء سے متعلق ہیں کیسے کر سکتا ہے۔‘‘ فرماتے ہیں کہ ’’ٹھیک اسی طرح پر جب ایک انسان نفس

مطمئنہ کی حالت میں ہوتا ہے تو نفس مطمئنہ اسے اندھا کر دیتا ہے اور اس کی آنکھوں میں گناہ کی قوت نہیں رہتی۔ وہ دیکھتا ہے پر نہیں دیکھتا کیونکہ آنکھوں کے گناہ" یعنی دیکھتا تو ہے مگر بدنظری کی نظر سے نہیں دیکھتا۔ گناہ کی نظر سے ''نہیں دیکھتا کیونکہ آنکھوں کے گناہ کی نظر سلب ہو جاتی ہے۔ وہ کان رکھتا ہے مگر بہرہ ہوتا ہے۔'' سنتا ہے لیکن غلط باتیں نہیں سنتا۔ ''اور وہ باتیں جو گناہ کی ہیں نہیں سن سکتا۔ اسی طرح پر اس کی تمام نفسانی اور شہوانی قوتیں اور اندرونی اعضاء کاٹ دیے جاتے ہیں۔ اس کی ساری طاقتوں پر جن سے گناہ صادر ہو سکتا تھا ایک موت واقع ہو جاتی ہے اور وہ بالکل ایک میت کی طرح ہو تا ہے اور خدا تعالیٰ ہی کی مرضی کے تابع ہوتا ہے وہ اس کے سوا ایک قدم نہیں اٹھا سکتا۔ یہ وہ حالت ہوتی ہے جب خدا تعالیٰ پر سچا ایمان ہو اور جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کامل اطمینان اسے دیا جاتا ہے۔'' آپؑ فرماتے ہیں کہ ''یہی وہ مقام ہے جو انسان کا اصل مقصود ہونا چاہیے۔'' پھر اس بارے میں کہ جو انسان کا اصل مقصود ہونا چاہیے پھر آگے جماعت کو فرمایا ''اور ہماری جماعت کو اس کی ضرورت ہے اور اطمینان کامل کے حاصل کرنے کے واسطے ایمان کامل کی ضرورت ہے۔ پس ہماری جماعت کا'' فرماتے ہیں کہ ''ہماری جماعت کا پہلا فرض یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر سچا ایمان حاصل کریں۔'' (ملفوظات جلد 6 صفحہ 244-245)

پھر فرماتے ہیں آپؑ ''کوئی پاک نہیں بن سکتا جب تک خدا تعالیٰ نہ بناوے۔ جب خدا تعالیٰ کے دروازہ پر تذلّل اور عجز سے اس کی روح گرے گی تو خدا تعالیٰ اس کی دعا قبول کرے گا اور وہ متقی بنے گا اور اس وقت وہ اس قابل ہو سکے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو سمجھ سکے۔ اس کے بغیر جو کچھ وہ دین دین کر کے پکارتا ہے اور عبادت وغیرہ کرتا ہے وہ ایک رسمی بات اور خیالات ہیں کہ آبائی تقلید سے سن سنا کر بجا لاتا ہے۔'' باپ دادا کر رہے تھے تو میں بھی کر رہا ہوں ''کوئی حقیقت اور روحانیت اس کے اندر نہیں ہوتی۔'' (ملفوظات جلد 6 صفحہ 228 ایڈیشن 1984ء)

پس یہ ہیں وہ معیار تقویٰ اور یہ ہے وہ دین کو جاننے، سمجھنے اور عمل کرنے کا معیار جسے حاصل کرنے کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں توجہ دلائی اور جس کی ہمیں کوشش کرنی چاہیے اور اپنے عملوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی سے جھک کر اس کی مدد مانگنی چاہیے کہ خدا تعالیٰ ہمیں ان معیاروں کو حاصل کرنے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توقعات پر پورا اترنے کی توفیق عطا فرمائے اور یہی تقویٰ ہے جو پھر اگلی آیات میں روزے کی اس کی چھوٹ کی جو تفصیلات بیان کی گئی ہیں اس کے صحیح استعمال کی بھی توفیق دیتا ہے۔ یہ ہر انسان کی اپنی حالت پر اللہ تعالیٰ نے چھوڑا ہے بشرطیکہ تقویٰ سے کام لیا جائے۔ اگر روزے رکھنے کی طاقت نہیں، ایسی بیماری ہے جس میں روزہ برداشت کرنا مشکل ہے، ایسی بیماری ہے جس میں ڈاکٹر نے کہا ہے کہ روزہ نہیں رکھنا تو پھر فدیہ دے دو لیکن بہانے تلاش کر کے فدیے کا جواز پیدا نہ کرو بلکہ فرمایا کہ نیک کام کے لیے فرمانبرداری ضروری ہے۔ یہ دیکھنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح اس کام کو کرنے کا حکم دیا ہے۔ پس اگر گہرائی میں جا کر، تقویٰ پر چلتے ہوئے کوئی اپنا جائزہ لے تو پتا چلتا ہے کہ روزہ رکھنا بہتر ہے یا عارضی طور پر فدیہ دینا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پھر آگے مزید وضاحت فرما دی کہ مریض ہو یا سفر پر ہو تو روزہ نہ رکھو کیونکہ اللہ تعالیٰ تنگی نہیں چاہتا اور جب بیماری دور ہو جائے تو پھر چھوڑے ہوئے روزے پورے کرو۔ سفر کے دوران جو روزے چھوٹ گئے انہیں پورا کرو چاہے فدیہ دے بھی دیا ہو۔ پس گھوم پھر کر بات وہیں آ جاتی ہے کہ تقویٰ سے کام لیتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا خوف اور اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے کہ وہ ہماری حالتوں کو جانتا ہے اپنے فیصلے کرو تو اللہ تعالیٰ تمہارے لیے بہتر صورت پیدا کرے گا، بہتر نتائج پیدا کرے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں وہ شخص جس کا دل اس بات سے خوش ہے کہ رمضان آ گیا اور میں اس کا منتظر تھا کہ آوے اور روزہ رکھوں اور وہ بوجہ بیماری کے روزہ نہیں رکھ سکا تو وہ آسمان پر روزے سے محروم نہیں ہے۔ فرمایا اس دنیا میں بہت لوگ بہانہ جُو ہیں، بہانے کرتے ہیں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم جس طرح اہلِ دنیا کو دھوکا دے لیتے ہیں ویسے ہی خدا کو فریب دیتے ہیں۔ دنیا والوں کو دھوکا دے لیا تو اللہ کو بھی دیا جا سکتا ہے۔ بہانہ جُو اپنے وجود سے آپ مسئلہ تراش کرتے ہیں۔ خود ہی مسئلہ بنا لیا اور تکلفات شامل کر کے ان کو صحیح گردانتے ہیں۔ بیچ میں تکلفات شامل کر لیے یہ ہو گیا وہ ہو گیا اور سمجھتے ہیں کہ روزہ چھوڑنے کی صحیح وجہ بیان ہو گئی۔ فرمایا لیکن خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ صحیح نہیں۔ فرمایا کہ تکلفات کا باب بہت وسیع ہے۔ بہانے بنانے ہیں یا عذر نکالنے ہیں تو ایک سے دوسرا عذر نکلتا چلا جاتا ہے۔ فرماتے ہیں اگر انسان چاہے کہ انہی تکلفات کو بنیاد بنانا ہے تو پھر اگر انسان چاہے تو ساری عمر بیٹھ کر نماز پڑھتا رہے اور رمضان کے روزے بالکل نہ رکھے۔ فرماتے ہیں کہ مگر خدا اس کی نیت اور ارادے کو جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے۔ ہماری پاتال تک کو جانتا ہے۔ وہ ہماری نیتوں کو بھی جانتا ہے۔ ہمارے ارادوں کو بھی جانتا ہے۔ فرمایا جو صدق اور اخلاص رکھتا ہے اس کے ساتھ تو اللہ تعالیٰ صدق اور اخلاص دکھانے والے کا سلوک کرتا ہے لیکن جو بہانہ جُو ہے اس سے پھر اس کے مطابق سلوک ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ جانتا ہے جو صدق اور اخلاص رکھتا ہے۔ خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ اس کے دل میں درد ہے اور خدا تعالیٰ اسے ثواب بھی زیادہ دیتا ہے کیونکہ دردِ دل ایک قابل قدر شئے ہے۔ جو بہانہ جُو ہے اس کے دل میں درد کوئی نہیں۔ حیلہ جُو انسان تاویلوں پر تکیہ کرتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کے نزدیک یہ تکیہ کوئی شئے نہیں۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 6 صفحہ 259-260)

پس یہ اصول ہے جو ہمیں اپنے سامنے رکھنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے واضح فرما دیا کہ جو مسافر ہے اور مریض ہے اس کے لیے تنگی نہیں وہ بعد میں پورا کر لے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اس حالت میں بھی فدیہ بھی ضرور دو۔ اس سے روزہ رکھنے کی توفیق پیدا ہو گی۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 6 صفحہ 258)

آج کل وائرس کی بیماری کی وجہ سے لوگ سوال کرتے ہیں کہ گلا خشک ہو جائے گا۔ بیماری کا زیادہ امکان بڑھ جائے گا تو روزہ رکھیں یا نہ رکھیں۔ میں اس بارے میں کوئی عمومی فتویٰ یا فیصلہ نہیں دیتا۔ میں یہی عموماً لکھتا ہوں کہ تم لوگ اپنی حالت دیکھ کر خود فیصلہ کرو اور پاک دل ہو کر، تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے اپنے دل سے فتویٰ لو۔ قرآن کریم کی واضح ہدایت ہے کہ مریض ہو تو نہ رکھو۔ مریض ہونے کے امکان پر کہ مریض بن جائیں گے روزہ چھوڑنا یہ غلط ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ پھر تو ایک عذر سے دوسرا عذر اور ایک بہانے سے دوسرا بہانہ بنتا چلا جائے گا۔ اگر کوئی کہے کہ ڈاکٹر کہتے ہیں کہ یہ مشکل ہو سکتی ہے تو میں نے مختلف ماہرین، ڈاکٹروں سے رائے لی ہے۔ ان کی، ڈاکٹروں کی اپنی رائے میں بھی اختلاف ہے۔ بعض ماہرین نے واضح لکھا کہ یہ کوئی یقینی بات نہیں ہے کہ روزے سے بیماری ضرور آئے گی۔ ہاں اگر آثار ظاہر ہوں، کھانسی یا ہلکا بخار بھی ہو تو روزہ چھوڑدیں یا کوئی اور symptom دیکھیں تو روزہ چھوڑ دیں۔ اگر رکھا ہوا ہے تو توڑ دیں۔ ڈاکٹروں میں سے بھی جو اس بات کا رجحان رکھتے ہیں کہ نہیں رکھنا چاہیے یا بعض شرطیں ایسی عائد کرتے ہیں جس کا آخر میں نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ نہ رکھو تو بہتر ہے۔ وہ بھی واضح رائے نہیں رکھتے۔ ڈراتے بھی ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہیں کہ خوراک کا خیال رکھ کر پھر رکھے جائیں۔ اب جو غریب لوگ ہیں وہ کس حد تک خوراک کس چیز کا خیال رکھیں۔

بہرحال مختلف آراء دیکھ کر تو یہی رائے قائم ہوتی ہے کہ روزہ رکھنے میں حرج نہیں ہے۔ ہاں اگر ہلکا سا بھی شبہ ہے تو فوراً روزہ ترک کر دیں۔ بعض کا خیال ہے کہ جس گھر میں مرض ہے اور خود وہ شخص چاہے صحت مند بھی ہو تو وہ بھی روزہ نہ رکھے لیکن دوسرے ڈاکٹر کی رائے ہے کہ اس کا کوئی جواز نہیں ہے۔ بہرحال روزہ کھولتے ہوئے اور رکھتے ہوئے پانی کا استعمال کرنا چاہیے اور جو زیادہ فکر مند ہیں اپنے بارے میں اور afford بھی کر سکتے ہیں وہ ایسی خوراک بھی کھا لیں جو پانی کو زیادہ دیر تک جسم میں ریٹین (retain) رکھ سکتی ہے۔ بہرحال جب ڈاکٹروں کی رائے میں اختلاف ہے جس میں امریکہ کے ڈاکٹر بھی شامل ہیں اور جرمنی کے بھی اور یہاں کے بھی تو پھر یہ بھی ہمیں دیکھنا چاہیے کہ بلاوجہ روزہ چھوڑنا کہیں اس زمرے میں نہ آ جائے جس کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تکیہ کرتے ہیں۔ ہاں احتیاط لازمی ہے۔ بعضوں کی پانی کی requirement ویسے ہی کم ہوتی ہے عموماً پانی نہیں پیتے۔ روزے بھی رکھتے ہیں عموماً حالات میں بھی نہیں پیتے۔ ہمارے ایک بزرگ ہوتے تھے چودھری نذیر صاحب۔ وہ گرمیوں میں سارا دن پھرتے رہتے تھے۔ بہت تھوڑا سا پانی کبھی پیا کبھی نہ پیا اور ہم آتے ہی پانی کی طرف جھپٹتے تھے لیکن ان سے میں نے کئی دفعہ پوچھا۔ کہتے تھے میری پانی کی requirement ہی کم ہے۔ بہرحال مختلف طبائع بھی ہوتی ہیں۔ ان حالات میں کس حد تک اس کا خیال رکھنا چاہیے یہ بہرحال اپنی اپنی حالتیں اور طبیعتیں دیکھ کر ہر کوئی فیصلہ کرے۔ اپنے ضمیر سے فتویٰ لے۔ اور اللہ تعالیٰ سے توفیق مانگتے ہوئے روزہ رکھنے کے لیے دعا کریں اور دعائیں بھی ان دنوں میں بہت زیادہ کریں کہ اللہ تعالیٰ انسانوں کو عقل بھی دے۔ خدا تعالیٰ کو پہچاننے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس وبا کو دنیا سے جلد ختم کرے۔ دنیا پر رحم فرمائے اور ہم بھی، احمدی بھی تقویٰ پر چلتے ہوئے اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کا حق ادا کرنے والے ہوں اور رمضان کی برکات سے بھرپور فائدہ اٹھانے والے ہوں۔

یہ بھی یاد رکھیں آج کل دنیا کے جو حالات ہو رہے ہیں جب ایسی وبا کی وجہ سے دنیا کے معاشی حالات بھی انتہائی خراب ہو چکے ہیں۔ جب ایسے معاشی حالات آتے ہیں جیسے آج کل ہیں تو پھر جنگوں کے امکان بھی بڑھ جاتے ہیں۔ بہت سے تجزیہ نگار اس طرح کی باتیں بھی کر رہے ہیں اور پھر دنیادار حکومتیں اپنے مفادات کے حل دنیاوی حیلوں سے تلاش کرنے کی کوشش کرتی ہیں اور اپنے عوام کی توجہ بٹانے کے لیے ایسی باتیں کرتی ہیں جو پھر مزید مشکلات میں ان کو ڈالنے والی ہوں۔ پھر مزید تباہی میں یہ لوگ چلے جاتے ہیں اور جیسا کہ میں نے کہا تجربہ کرنے والے بھی اس رنگ میں کرنے لگ گئے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ بڑی طاقتوں کو بھی عقل دے کہ وہ بھی عقل سے کام لیں اور کوئی ایسا قدم نہ اٹھائیں جس سے دنیا میں مزید فساد پیدا ہو اور دنیا میں مزید تباہی آئے۔ اب تو کھلے طور پر اخباروں میں بھی آنے لگ گیا۔ تبصرہ نگار بھی کہنے لگ گئے ہیں۔ امریکہ نے ایران کو دھمکی دی، چین پر الزام لگائے جا رہے ہیں کہ اس نے صحیح اطلاع نہیں دی۔ اس پر مقدمے ہونے چاہئیں۔ اس کے ساتھ یہ سلوک ہونا چاہیے۔ ہم یہ کر دیں گے۔ ایران کے ساتھ ہم یہ کر دیں گے۔ بہرحال امریکہ کی حکومت کو بھی عقل کرنی چاہیے۔ باقی حکومتوں کو بھی عقل کرنی چاہیے اور ان حالات میں بجائے اس کے کہ کوئی غلط قدم اٹھا کر دنیا کو مزید تباہی کی طرف لے کے جائیں صحیح سوچ کے ساتھ، پلاننگ کر کے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہوئے اس کی طرف جھکتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے اس وبا سے بچنے کے لیے دعائیں کریں اور کوشش کریں اور اس بیماری کے علاج کے لیے جو بھی سائنس دان کوشش کر رہے ہیں ان کی مدد کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دعاؤں کی توفیق دے۔ اپنی حالتوں کو بہتر کرنے کی توفیق دے اور دنیا کو، دنیاوی بڑی حکومتوں کو عقل سے اپنی پالیسیاں بنانے اور آئندہ کے لائحہ عمل بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(الفضل انٹرنیشنل لندن 15 مئی 2020ء)

نظریں فلک کی جانب ہیں خاک پر جبیں ہے

ہر ایک ہے ہراساں یہ دَور نکتہ چیں ہے
ہر دل میں ہے تکدّر ، آلودہ ہر جبیں ہے
ناپختہ ہر عمل ہے ، لرزیدہ ہر یقیں ہے
وصلِ صنم کا خواہاں شاید کوئی نہیں ہے
”فکروں سے دل حزیں ہے جاں درد سے قریں ہے
جو صبر کی تھی طاقت وہ مجھ میں اب نہیں ہے“

میں مانتی ہوں میرا خالی ہے آبگینہ
نہ آہِ صبح گاہی نہ زاریٔ شبینہ
تسلیم کا سلیقہ نہ پیار کا قرینہ
پر میری جان میرا شق ہو رہا ہے سینہ
اب اس میں تابِ فکر و رنج و محن نہیں ہے
”جو صبر کی تھی طاقت وہ مجھ میں اب نہیں ہے“

آنکھوں میں سیلِ گریہ ، سینہ دھواں دھواں ہے
ہر نفس مضطرب ہے ہر آنکھ خونچکاں ہے
ہونٹوں پہ مسکراہٹ ، دل مہبطِ فغاں ہے
فُرقت میں یاں تڑپتا انبوہِ عاشقاں ہے
غربت میں واں پریشاں اک دلرُبا حسیں ہے
”جو صبر کی تھی طاقت وہ مجھ میں اب نہیں ہے“

بے چین ہو کے کوئی دن رات رو رہا ہے
وہ اپنی سجدہ گاہیں ہر دم بھگو رہا ہے
دامانِ صاف اپنے اشکوں سے دھو رہا ہے
تو جانتا ہے سب کچھ یاں جو بھی ہورہا ہے
ہے روح بھی فسردہ دل بھی بہت حزیں ہے
”جو صبر کی تھی طاقت وہ مجھ میں اب نہیں ہے“

اک دَورِ پُرسکوں کا آغاز چاہتی ہُوں
لے ہو طرب کی جس میں وہ ساز چاہتی ہُوں
نظرِ کرم ہی میرے دمساز چاہتی ہُوں
میں تیرے لفظ کُنۡ کا اعجاز چاہتی ہُوں
سب کی ہے تو ہی سنتا اِس بات کا یقیں ہے
”جو صبر کی تھی طاقت وہ مجھ میں اب نہیں ہے“

کرب و بلا کے لمحے بڑھتے ہی جا رہے ہیں
سوز و گداز میرا سینہ جلا رہے ہیں
یہ ناگ وسوسوں کے پل پل ڈرا رہے ہیں
سب صبر و ضبط میرا کیوں آزما رہے ہیں
کچھ اس کا بھی تدارک تُو ربّ عالمیں ہے
”جو صبر کی تھی طاقت وہ مجھ میں اب نہیں ہے“

انسانی لغزشوں سے میں ماورا نہیں ہوں
ماحول سے علیحدہ ربُ الوریٰ نہیں ہوں
لیکن میں تجھ سے غافل میرے خدا نہیں ہوں
میں بے عمل ہوں بیشک پر بے وفا نہیں ہوں
نظریں بھٹک رہی ہیں پر دل میں تُو مکیں ہے
”جو صبر کی تھی طاقت وہ مجھ میں اب نہیں ہے“

ذوقِ دعا کو میرے رنگِ ثبات دے دے
جامِ لقا پلا دے ، آبِ حیات دے دے
یہ تو نہیں میں کہتی کُل کائنات دے دے
فکروں سے تلخیوں سے بس تو نجات دے دے
نظریں فلک کی جانب ہیں خاک پر جبیں ہے
”جو صبر کی تھی طاقت وہ مجھ میں اب نہیں ہے“

صاحبزادی امۃ القدوس

(تضمین بر مصرع حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

مرزا خلیل احمد قمر

نصیحت آموز واقعات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب حقیقۃ الوحی کا مطالعہ کرتے ہوئے دو نصیحت آمور واقعات نظر میں آئے جو روزنامہ الفضل لندن آن لائن کے قارئین کی خدمت میں پیش ہیں۔

نیکی سے نیکی پیدا ہوتی ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں ۔

”میں نے تجربہ سے دیکھا ہے کہ ایک نیکی دوسری نیکی کی توفیق بخشتی ہے اور ایک نیک عمل دوسرے نیک عمل کی طاقت دے دیتا ہے۔ تذکرۃ الاولیاء میں یہ ایک عجیب حکایت لکھی ہے کہ ایک بزرگ اہل اللہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ چند دن بارش رہی اور بہت مینہ برسا۔ مینہ تھم جانے کے بعد میں اپنے کوٹھے پر کسی کام کے لئے چڑھا اور میرا ہمسایہ ایک بڈھا آتش پرست تھا وہ اُس وقت اپنے کوٹھے پر بہت سے دانے ڈال رہا تھا۔ میں نے سبب پوچھا تو اُس نے جواب دیا کہ چند روز سے بباعث بارش پرندے بھوکے ہیں مجھے اُن پر رحم آیا اس لئے میں یہ دانے اُن کے لئے ڈال رہا ہوں تا مجھے ثواب ہو۔ میں نے جواب دیا کہ اے بڈھے تیرا یہ خیال غلط ہے۔ تو مشرک ہے اور مشرک کو کوئی ثواب نہیں ملتاکیونکہ تو آتش پرست ہے۔ یہ کہہ کر میں نیچے اُتر آیا۔ کچھ مُدت کے بعد مجھے حج کرنے کا اتفاق ہوا اور میں مکہ معظمہ پہنچا اور جب میں طواف کر رہا تھا تو میرے پیچھے سے ایک طواف کرنے والے نے مجھے میرا نام لے کر آواز دی۔ جب میں نے پیچھے کی طرف دیکھا تو وہی بڈھا تھا جو مشرف باسلام ہو کرطواف کر رہا تھا۔ اُس نے مجھے کہا کہ کیا اُن دانوں کا جو میں نے پرندوں کو ڈالے تھے مجھے ثواب ملایا نہ ملا؟ پس جبکہ پرندوں کو دانہ ڈالناآخر کھینچ کر اسلام کی طرف لے آتا ہے تو پھرجو شخص اس سچے بادشاہ قادر حقیقی پر ایمان لاوے توکیا وہ اسلام سے محروم رہے گا۔ ہرگز نہیں

ے عاشق کہ شدکہ یار بحالش نظر نہ کرد
اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست“

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد22 صفحہ 177)

ابو الخیر مسلمان ہوگیا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں ۔

”کتاب بحر الجواہر میں لکھا ہے کہ ابو الخیر نام ایک یہودی تھا جو پارسا طبع اور راستباز آدمی تھا۔ اور خدا تعالیٰ کو واحد لا شریک جانتا تھا۔ ایک دفعہ وہ بازار میں چلا جاتاتھا تو ایک مسجد سے اُس کو آواز آئی کہ ایک لڑکا قرآن شریف کی یہ آیت پڑھ رہا تھا۔

الٓمّٓ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنۡ یُّتۡرَکُوۡۤا اَنۡ یَّقُوۡلُوۡۤا اٰمَنَّا وَھُمۡ لَا یُفۡتَنُوۡنَ۔
(العنکوت:2-3)

یعنی کیا لوگ گمان کرتے ہیں کہ یونہی وہ نجات پا جاویں گے صرف اس کلمہ سے کہ ہم ایمان لائے۔ اور ابھی خدا کی راہ میں اُن کا امتحان نہیں کیا گیا کہ کیا ان میں ایمان لانے والوں کی سی استقامت اور صدق اور وفا بھی موجود ہے یا نہیں؟

اِس آیت نے ابو الخیر کے دل پر بڑا اثر کیا اور اُس کے دل کو گداز کر دیا۔ تب وہ مسجد کی دیوار کے ساتھ کھڑا ہوکر زار زار رویا۔ رات کو حضرت سیّدنا و مولانامحمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اُس کی خواب میں آئے اور فرمایا یااباالخیراعجبنی ان مثلك مع کمال فضلك ینکرہٖ بنبوّتی۔ یعنی اے ابو الخیرمجھے تعجب آیا کہ تیرے جیسا انسان باوجود اپنے کمال فضل اور بزرگی کے میری نبوت سے انکار کرے۔پس صبح ہوتے ہی ابو الخیر مسلمان ہو گیا اور اپنے اسلام کا اعلان کر دیا۔“ (حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد22 صفحہ150)

تلاوت قرآن کریم کی دعائیں

✪ قرآن شریف کی تلاوت شروع کرنے سے پہلے تعوذیعنی اَعُوذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطَانِ الرَّجِیمِ پڑھاجائے یعنی میں راندے ہوئے شیطان سے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں نیز ہر اہم کام کی طرح تلاوت سے پہلے بھی بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ پڑھنا موجب برکت ہے۔(یعنی اللہ کے نام کے ساتھ جو نہایت مہربان اور بار بار رحم کرنیوالا ہے)

✪ حضرت عوفؓ بن مالک اشجعی بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہؐ کے ساتھ نفل نماز کے لئے کھڑا ہوا آپؐ نے سورۃ بقرہ کی تلاوت کی۔آپؐ کسی رحمت کی آیت سے نہیں گزرے مگر رُک کر رحمت طلب کرتے۔اورکسی عذاب کی آیت سے نہیں گزرے مگر وہاں توقّف فرما کر عذاب سے پناہ مانگتے۔

(ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب مایقول الرجل فی رکوعہٖ وسجودہٖ)

✪ حضرت حذیفہؓ کی روایت میں یہ بھی ذکر ہے کہ جہاں تسبیح کا موقع ہوتا وہاں آپؐ سبحان اللہ کہتے یعنی اللہ پاک ہے۔

(مسلم کتاب صلاۃالمسافرین باب استحباب تطویل القرأۃ)

✪ حضرت وائلؓ بن حجر بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریمؐ کو سورۃ فاتحہ کی تلاوت کرتے سُنا وَلَا الضَّآلِّیۡنَ پڑھنے کے بعد آپؐ نے لمبی آواز کے ساتھ کہا آمین یعنی قبول فرما۔

(ابو داؤدکتاب الصلوٰۃ باب التامین وراء الامام)

✪ حضرت ابو میسرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ کو سورۃ بقرہ کی دعائیہ آیات کے آخرپر جبرائیلؑ نے آمین کہنے کی تلقین کی۔

(الاتقان جز1ص 107۔لسیوطی بیروت)

✪ حضرت جابر بن عبد اللہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریمؐ نے اپنے صحابہؓ کے سامنے سورۃ رحمان کی تلاوت کی ۔صحابہؓ نے خاموشی سے تلاوت سُنی آپؐ نے فرمایا تم سے تو جنّ قوم ہی اچھی تھی جو اِس سورۃ کی تلاوت سنتے وقت ہر دفعہ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ (یعنی تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ؟) کے جواب میں کہتے تھے لَا بِشَیۡءٍ مِن نِعَمِكَ رَبَّنَا نُکَذِّبُ وَلَكَ الحَمۡدُ یعنی اے ہمارے ربّ ہم تیری نعمتوں میں سے کسی چیز کی تکذیب نہیں کرتے۔اور سب تعریفیں تیرے لئے ہیں۔ (ترمذی کتاب التفسیر سورۃ الرحمان)

✪ حضرت عقبہؓ بن عامر بیان کرتے ہیں کہ جب سورۃ واقعہ کی یہ آیت اتری فَسَبِّحۡ بِاسۡمِ رَبِّكَ الۡعَظِیۡمِ یعنی اپنے عظیم ربّ کی تسبیح بیان کرو تو نبی کریمؐ نے فرمایا کہ اسے رکوع میں رکھ لو یعنی رکوع میں سُبحَانَ رَبِّیَ العَظِیم کہا کرو (اِس آیت کی تلاوت پر بھی سُبۡحَانَ رَبِّیَ العَظِیم پڑھنا تعامل سے ثابت ہے ۔)اِسی طرح جب نبی کریمؐ پرآیت سَبِّحِ اسۡمَ رَبِّكَ الۡاَعۡلَی اُتری تو آپؐ نے فرمایا کہ اسے سجدہ میں پڑھا کرو۔(ابو داؤدالصلوٰۃ باب مایقول الرجل فی رکوعہٖ وسجودہٖ)

✪ سورۃ الملک کی آخری آیت فَمَن یَّاۡتِیۡکُمۡ بِمَآءٍ مَّعِیۡنٍ کے جواب میں اَللّٰہُ رَبُّ العَالَمِینَ(یعنی اللہ تمام جہانوں کا رب ہے)کہنا مستحب ہے۔ (تفسیر جلالین سورۃالملک)

✪ حضرت موسیٰ بن ابی عائشہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص گھر کی چھت پر نماز پڑھ رہا تھا جب اُس نے سورۃ قیامۃ کی آخری آیت پڑھی اَلَیۡسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤی اَنۡ یُّحۡیِیَ الۡمَوۡتٰی تو اُس نے کہا سُبحَانَكَ۔ اے اللہ تو پاک ہے اور پھر رو پڑا۔ استفسار پر اُس نے وضاحت کی کہ میں نے نبی کریمؐ کو اِس طرح کہتے سنا ہے۔ (ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب الدعاء فی الصلاۃ)

✪ جو شخص سورۃ قیامۃ پڑھے اورآخری آیت اَلَیۡسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤی اَنۡ یُّحۡیِیَ الۡمَوۡتٰی تک پہنچے تو کہے بَلٰی کیوں نہیں(اللہ قادر ہے)

(ابو داؤدکتاب الصلوٰۃ باب مقدار الرکوع)

✪ اور جو شخص سورۃ مرسلات پڑھے اورآخری آیت فَبِاَیِّ حَدِیۡثٍۭ بَعۡدَہٗ یُؤۡمِنُوۡنَ تک پہنچے تو کہے آمَنَّا بِاللّٰہِ۔ہم اللہ پر ایمان لائے۔ (ابو داؤدکتاب الصلوٰۃ باب مقدار الرکوع والسجود)

✪ حضرت عبد اللہؓ بن عباس بیان کرتے ہیں کہ نبی کریمؐ جب (سورۃ اعلیٰ کی تلاوت کرتے ہوئے)سَبِّحِ اسۡمَ رَبِّكَ الۡاَعۡلَی پڑھتے تو جواب میں یہ دعا پڑھتے سُبۡحَانَ رَبِّیَ الۡاَعۡلٰی یعنی پاک ہے میرا ربّ جو بلند شان والا ہے۔

(ابو داؤدکتاب الصلوٰۃ باب مایقول الرجل فی الرکوع والسجود)

✪ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریمؐ نے فرمایا کہ تم میں سے جو شخص سورۃ والتّین آخر تک پڑھے تو اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِاَحۡکَمِ الۡحٰکِمِیۡنَ پر بَلٰی وَاَنَا عَلٰی ذٰلِكَ مِنَ الشَّاھِدِینَ کہے یعنی کیوں نہیں(اللہ ہی سب حاکموں سے بڑا حاکم ہے)اور میں اس پر گواہوں میں سے ہوں۔(ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب دعاء فی الصلاۃ)

✪ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ سورۃ نصر کے نازل ہونے کے بعد نبی کریمؐ نے کوئی نماز نہیں پڑھی مگر اِس میں فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّكَ وَاسۡتَغۡفِرۡہُ (یعنی اپنے ربّ کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کرو اورا س سے بخشش طلب کرو) کے ارشاد قرآنی کی تعمیل میں یہ دعا پڑھتے تھے۔سُبۡحَانَكَ رَبَّنَا وَبِحَمۡدِكَ اللّٰھُمَّ اغۡفِرۡ لِی۔

(بخاری کتاب التفسیر سورۃ النصر)

یعنی پاک ہے تو اے ہمارے ربّ! اپنی تعریف کے ساتھ اے اللہ مجھے بخش دے۔

نوٹ:-سورۃ نصر کی آخری آیت کے جواب میں یہ دعا پڑھنا تعامل نبوی وامّت ہے۔

سجدہ تلاوت کی دُعائیں

✪ قرآن شریف کی جن آیات میں سجدہ آتا ہے اُن کی تلاوت کے وقت یہ سجدہ کرنا چاہئے اس کے لئے وضوکرنا یا قبلہ رُو ہونا ضروری نہیں۔سجدہ میں تسبیحات مسنونہ کے علاوہ اِن دُعاؤں کا تکرار سے پڑھنا احادیث سے ثابت ہے۔

(i) سَجَدَ وَجۡھِی لِلَّذِی خَلَقَہٗ وَشَقَّ سَمۡعَہٗ وَ بَصَرَہٗ بِحَوۡلِہٖ وَ قُوَّتِہٖ ۔

(ترمذی کتاب الدعوات باب مایقول فی سجودالقرآن)

ترجمہ: میرا چہرہ سجدہ ریزہے اُس ذات کی خاطر جس نے اسے پیدا کیا اور اپنی خاص قدرت وطاقت سے اسے سننے اور دیکھنے کی قوت عطا کی۔

(ii) اَللّٰھُمَّ اکۡتُبۡ لِی بِھَا عِنۡدَكَ اَجۡرًا وَ ضَعۡ عَنِّی بِھَا وِزۡرًا وَاجۡعَلۡھَا لِی عِنۡدَكَ ذُخۡرًا وَّتَقَبَّلۡھَا مِنِّی کَمَا تَقَبَّلۡتَھَا مِنۡ عَبۡدِكَ دَاوٗدَ۔

(ترمذی کتاب الدعوات باب مایقول فی سجودالقرآن)

ترجمہ:اے اللہ! میرے لئے(اس سجدہ کے ذریعہ) اپنے پاس اجر لکھ لے اور مجھ سے اِس کی وجہ سے بوجھ اُتار دے اور میرے لئے اپنے پاس (ثواب کا) ذخیرہ کر اور مجھ سے یہ سجدہ قبول کر جس طرح تو نے اپنے بندے داؤدؑ سے قبول کیا۔

دُعائے ختمِ قرآن

✪ حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریمؐ قرآن ختم ہونے پر یہ دُعا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ ارۡحَمۡنِی بِالۡقُرۡآنِ وَاجۡعَلۡہُ لِی اِمَامًا وَّنُوۡرًا وَّ ھُدًی وَّ رَحۡمَۃً اَللّٰھُمَّ ذَکِّرۡنِی مِنۡہُ مَا نَسِیۡتُ وَ عَلِّمۡنِی مِنۡہُ مَا جَھِلۡتُ وَارۡزُقۡنِی تِلَاوَتَہٗ آنَاءَ اللَّیۡلِ وَأَطۡرَافَ النَّھَارِ وَاجۡعَلۡہُ لِی حُجَّۃً یَا رَبَّ الۡعَالَمِیۡنَ

(احیاء علوم الدین للغزالی جز اوّل صفحہ 278)

ترجمہ:اے اللہ مجھ پر قرآن کی وجہ اور واسطہ سے رحم فرما۔اور اس کو میرے لئے پیشوا اور نور اور ہدایت اور رحمت بنا دے۔اے اللہ!اس میں سے جو میں بھول جاؤں وہ مجھے یاد کروا دے اور جس کی مجھے سمجھ نہیں وہ مجھے سکھا دے ۔اور مجھے رات اور دِن کے اوقات میں اس کی تلاوت کی توفیق عطا فرما اور اے ربّ العالمین!قرآن کو میرے لئے حجت بنا دے۔آمین

(ماخوذ از خزینۃ الدعا مؤلفہ حافظ مظفر احمد)

الفضل آن لائن کے لیے ایک غزل

وہم میں تم ہو تم گمان میں ہو
تم ہی تم بس مرے دھیان میں ہو

میں ہی میں تھا مرا مگر اب تم
میرے اور میرے درمیان میں ہو

میرا دل دل ہو جس کی ہر دھڑکن
تیری ہر نبض کی کمان میں ہو

تم ہو اوجِ کمالِ صنعت پر
حرف و حس کی ہر اک اٹھان میں ہو

لمحہ بھر کے لیے زمیں پر تم
اور پل بھر میں آسمان میں ہو

چشمِ حیراں سے تک رہا ہوں میں
تم تو ہر گھر میں ہر مکان میں ہو

مجھ کو بھی بال و پر عطا کیجے
میرا بھی ذکر داستان میں ہو

میرا ہو یا کسی بھی شاعر کا
ہر قصیدہ تمہاری شان میں ہو

احمد منیب

صبغۃ اللہ عتیق

حروفِ مقطعات کی تفسیر و تشریح از حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ

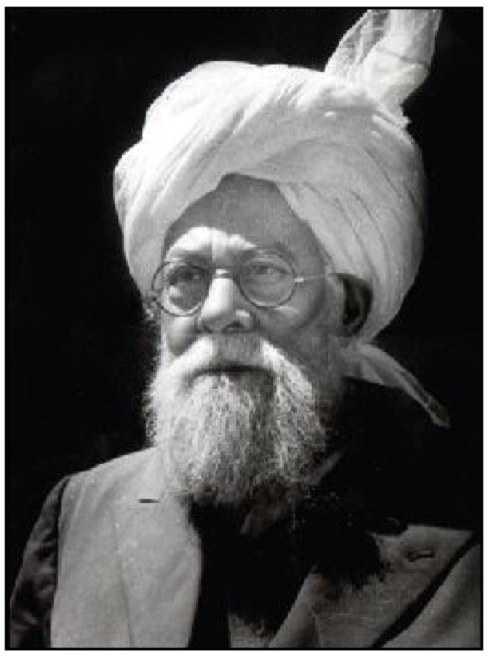

نوٹ: حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے حروفِ مقطعات کی جو تشریح فرمائی اسے روزنامہ الفضل لندن آن لائن کے شمارہ 30۔اپریل (قرآن نمبر) میں شائع کر دیا گیا تھا۔اس شمارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی بیان فرمودہ تشریح شامل ہے۔ (ایڈیٹر)

ہر زبان میں کچھ ایسے حروف استعمال ہوتے ہیں جو بعض الفاظ کا مفہوم ادا کرتے ہیں۔اردو میں یہ حروف مخفف کہلاتے ہیں۔قرآن کریم نے بھی اسی اسلوب پر بعض جگہ ایسے حروف استعمال کئے ہیں جن کو مقطعات کہاجاتاہے۔ مثلاً الٓمّٓ،الٓرٰ،یٰسٓ۔

قرآن کریم میں کُل 30حروف مقطعات ہیں جو29 سورتوں کے آغاز میں آئے ہیں۔اگران حروف کی تکرار نہ کی جائے تو یہ کل 14 حروف ہیں۔

1۔الٓمّٓ 2۔الٓمّٓصٓ 3۔الٓرٰ 4۔الٓمّٓرٰ 5۔کٓھٰیٰعٓصٓ 6۔طٰہٰ 7۔طٰسٓمّٓ
8۔طٰسٓ 9۔یٰسٓ 10۔صٓ 11۔حٰمٓ 12۔عٓسٓقٓ 13۔قٓ 14۔نٓ

ان کے بنیادی حروف بھی 14حروف ہی ہیں۔

1۔ہ 2۔ن 3۔م 4۔ا 5۔ل 6۔ک 7۔ی
8۔ع 9۔ص 10۔ط 11۔ق 12۔س 13۔ح 14۔ر

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے مختلف مقامات پر ان حروف کی تشریح فرمائی ہے جو قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔

الٓمّٓ

یہ حروف قرآن میں 6سورتوں کے ابتداء میں آئے ہیں۔ہر مقام پر حضورؓ نے اس کے مناسبِ حال ترجمہ و تشریح فرمائی ہے۔

1۔البقرۃ 2۔آل عمران 3۔ العنکبوت
4۔ الروم 5۔لقمان 6۔السجدہ

میں اللہ سب سے زیادہ جاننے والاہوں۔

تشریح:

الٓمّٓ اوراسی قسم کےاورحروف جومختلف سورتوں کےشروع میں آئے ہیں مقطعات کہلاتے ہیں۔یہ حروف الگ الگ بولے جاتے ہیں۔ان میں سے ہرحرف ایک لفظ کا قائمقام ہوتاہے۔مثلاً الٓمّٓ میں 'الف' اَنَا کا قائمقام ہےاور'میم'اَعۡلَمُ کا۔گویا الٓمّٓ کےتینوں حروف مل کر اَنَا اللّٰہُ اَعۡلَمُ کے معنی دیتے ہیں۔یعنی میں اللہ سب سےزیادہ جاننے والا ہوں۔ان حروف کےذریعہ اللہ تعالیٰ کی ان صفات کی طرف اختصاراً اشارہ ہوتاہےجواس سورۃ میں بیان ہوتی ہیں جس کےابتداءمیں یہ حروف لائےجاتےہیں۔بعض اوقات بیان شدہ صفت کاپہلاحرف لےلیا جاتاہےاور بعض اوقات کوئی اوراہم حرف۔بعض سورتیں ایسی بھی ہیں جن سےپہلےکوئی مقطعہ نہیں رکھاگیا۔ایسی سورتیں اپنےسے پہلی سورۃ کےتابع ہوتی ہیں جن میں کوئی مقطعہ ہوتاہے۔بعض مفسرین نےان حروف سے علمِ ابجد کےمطابق اعدادنکالےہیں اوران سے بعض واقعات کی طرف اشارہ مرادلیاہے جو ان سورتوں میں بیان ہوئےہیں۔

العنکبوت

میں اللہ سب سےزیادہ جاننےوالاہوں۔

تشریح:

حروفِ مقطعات ایک ایک لفظ یاجملہ کےقائمقام ہیں جیساکہ حدیثِ رسول اللہ ﷺ اورآثارِ صحابہؓ سےثابت ہےیابعض جگہ وہ قائمقام ہوتےہیں اعدادکے۔الٓمّٓ میں 'الف' اَنَا کا قائمقام ہےاور 'ل'اللہ اور'م' اَعۡلَمُ کایعنی میں اللہ سب سےزیادہ جاننےوالاہوں۔

الٓمّٓصٓ (الاعراف)

یہ مقطعہ سورۃ الاعراف کے شروع میں آتاہے۔

ترجمہ:۔میں اللہ سب سےزیادہ جاننےوالااورصادق ہوں۔

تشریح:

الٓمّٓ قائمقام ہے اَنَااللّٰہُ اَعۡلَمُ کا جس کے معنی ہیں میں اللہ سب سےزیادہ جاننے والاہوں اور 'ص'قائمقام ہےصادق کایعنی میں صادق ہوں۔جو تعلیم میری طرف سے آئےوہ سچ پر مشتمل ہوتی ہے۔

یہ حروف مقطعات کہلاتے ہیں۔

الٓرٰ

یہ مقطعات 5سورتوں کی ابتداء میں بیان ہوئے ہیں۔

1۔**یونس** 2۔**ھود** 3۔**یوسف**
4۔**ابراہیم** 5۔**الحجر**

میں اللہ دیکھنےوالاہوں۔

تشریح:۔الٓرٰ۔یہ حروف قائمقام ہیں اَنَااللّٰہُ اَرٰی کے۔یعنی میں اللہ دیکھنے والاہوں۔

الٓمّٓرٰ (الرعد)

میں اللہ جاننےوالااوردیکھنےوالاہوں۔

کٓھٰیٰعٓصٓ (مریم)

اےعالم اورصادق خداتوکافی اورہادی ہے۔

تشریح:۔حروفِ مقطعات میں سےہے۔ 'ک'سےمراد 'کافٍ' اور 'ہ'سےمراد 'ھادٍ'ہے۔یاحرفِ نداء ہےاور 'ع'سےمراد عالم اورص سےمرادصادق ہے۔

گویا کٓھٰیٰعٓصٓ میں یہ مفہوم کیاگیاہےکہ اَنۡتَ کَافٍ ھَادٍ (یَاعَلِیۡمُ) یَا عَالِمُ صَادِقُ یعنی اےعالم اور صادق خداتوکافی اورہادی ہے۔ان حروف کےذریعہ درحقیقت عیسائی عقائد کی تردید کی گئی ہے۔فتح البیان میں یہ معنی حضرت امّ ہانیؓ سےجورسول کریم ﷺ کی پھوپھی زادبہن تھیں روایت کئےگئےہیں۔

طٰہٰ

یہ سورۃ طٰہٰ کےابتداء میں آیا ہے۔

ترجمہ:اےکامل قوتوں والےمرد۔

تشریح:

طٰہٰ حروف مقطعات میں سے نہیں ہے بلکہ عرب کے مختلف قبائل میں اس کے معنے یا رجل کے ہیں۔یعنی اے مردِکامل القوی (فتح البیان) کامل قوتوں والے مردسے اس طرف اشارہ ہے کہ مردانگی کی صفات شجاعت ،سخاوت اور بدی کا مقابلہ کامل طورپر محمد رسول اللہ ﷺ میں پائی جاتی ہیں۔آپ کی بیوی حضرت خدیجہؓ نے جب آپ پر پہلا الہام نازل ہوا اور آپ کچھ گھبرا سے گئے تو الہام سُن کر اور آپ کی یہ حالت دیکھ کر یہ شہادت دی کہ کَلَّاوَاللّٰہِ لَایُخۡزِیۡكَ اللّٰہُ اَبَدًا یعنی آپ کے اندیشے غلط ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا۔اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَقۡرِی الضَّیۡفَ وَتَکۡسِبُ الۡمَعۡدُومَ وَتُعِیۡنُ عَلٰی نَوَاۤئِبِ الۡحَقِّ کیونکہ آپ ہمیشہ رشتہ داروں سے نیک سلوک کرتے ہیں اور مہمانوں کی مہمان نوازی کرتے ہیں اور وہ اخلاق جودنیا سے مٹ گئے ہیں ان کو پھر سے قائم کر رہے ہیں اور اگر کوئی شخص بغیرکسی شرارت کے پھنس جاتا ہے تو آپ اس کی مدد کرتے ہیں (بخاری، انسان کی سب سے بڑی گواہ اس کی بیوی ہی ہوسکتی ہے جوہر وقت اس کے حالات کو دیکھتی ہے۔پس یہ گوا ہی سب سے معتبر گواہی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول کریم ﷺ داقعہ میں طٰہٰ تھے یعنی ایک کامل مردمیں جوفضائل پائے جانے چاہیں وہ سب کے سب آپ میں بدرجہ اتم پائے جاتے تھے۔

طٰسٓ (النمل)

طاہراورسمیع (یعنی پاک اوردعاؤں کو سننےوالاخدااس سورۃ کا اُتارنےوالاہے۔)

طٰسٓمّٓ

یہ مقطعات **سورۃ الشعراء** اور**القصص** کے شروع میں استعمال ہوئے ہیں۔

طاہر(پاک)،سمیع،مجید(خدا اس سورۃ کو نازل کرنےوالاہے)۔

تشریح:۔یعنی اس سورۃ میں طہارتِ قلب،قبولیتِ دعااورحصولِ بندگی کےذرائع کا ذکرہے۔

یٰسٓ

یہ مقطعہ سورۃ یٰسٓ کے شروع میں ہے ۔

ترجمہ:اےسیّد!

تشریح:'س' سیّدٌ کاقائمقام ہے۔اگلی آیتوں میں رسول کریم ﷺ کے سیّد ہونے کی دلیل ہے۔اوروہ دلیل قرآن حکیم ہے۔

صٓ

سورۃ صٓ کےشروع میں یہ مقطعہ استعمال ہواہے۔

ترجمہ:صادق خدا۔

تشریح: 'ص'کےمعنی صادق کےہیں۔یعنی اس قرآن کوصادق خدا نے اُتاراہے۔

حٰمٓ

یہ مقطعات 6سورتوں کی ابتداء میں اللہ تعالیٰ نے استعمال فرمائے ہیں۔

1۔**المومن** 2۔**حٰمٓ السجدۃ** 3۔**الزخرف**
4۔**الدخان** 5۔**الجاثیہ** 6۔**الاحقاف**

یہ سورۃ خداکی حمداوراس کی بزرگی کو ثابت کرتی ہے۔

تشریح: 'حٰ' حَمِیۡدٌ کاقائمقام ہےاورمٓ ،مَجِیۡدٌ کا

حٰمٓ عٓسٓقٓ

یہ مقطعہ سورۃ الشوریٰ میں مستعمل ہے۔

یہ سورۃ حمید،مجید،علیم،سمیع اورقدیرخدانےاُتاری ہے۔

تشریح:حٰمٓ عٓسٓقٓ مقطعات میں سےہیں۔اورح حَمِیۡدٌ کا، م مَجِیۡدٌ کا۔ عٓسٓقٓ سےخداتعالیٰ کی علیم،سمیع اورقدیرصفات مرادہیں۔

قٓ

یہ مقطعہ سورۃ ق کے ابتداء میں ہے۔

قادرخدا اس سورۃ کواُتارنےوالاہے۔

نٓ

سورۃ 'ن' کی ابتداء اس مقطعہ سے ہوئی ہے۔

ہم دوات کو بطورشہادت پیش کرتےہیں۔

(مأخوذ از تفسیرِصغیر)

قرآن کریم کی روحانی اور مادی تاثیرات

قسط 7 آخر

حافظ مظفر احمد

تسلسل کے لئے دیکھئے 15 مئی 2020

اور سورہ اخلاص، سورۃ الفلق اور سورۃ الناس۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ قُلۡ ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ اَللّٰہُ الصَّمَدُ لَمۡ یَلِدۡ وَلَمۡ یُوۡلَدۡ وَلَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہا رحم کرنیوالا، بِن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔ تو کہہ کہ اللہ اپنی ذات میں اکیلا ہے۔ اللہ وہ ہستی ہے جس کے سب محتاج ہیں (اور وہ کسی کا محتاج نہیں) نہ اس نے کسی کو جنا ہے اور نہ وہ جنا گیا ہے اور (اس کی صفات میں) اس کا کوئی شریک کار نہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ مِنۡ شَرِّ مَا خَلَقَ وَمِنۡ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ وَمِنۡ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الۡعُقَدِ وَمِنۡ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہا رحم کرنیوالا، بن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔ تو کہہ کہ میں مخلوقات کے ربّ سے (اُس کی) پناہ طلب کرتا ہوں۔ اُس کی ہر مخلوق کی (ظاہری وباطنی) بُرائی سے بچنے کے لئے اور اندھیرا کرنے والے کی ہر شرارت سے (بچنے کے لئے) جب وہ اندھیرا کر دیتا ہے اور تمام ایسے نفوس کی شرارت سے (بچنے کے لئے بھی) جو (باہمی تعلقات کی) گرہ میں (تعلق تڑوانے کی نیّت سے) پھونکیں مارتے ہیں اور ہر حاسد کی شرارت سے (بھی) جب وہ حسد پر تل جاتا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ مَلِکِ النَّاسِ اِلٰہِ النَّاسِ مِنۡ شَرِّ الۡوَسۡوَاسِ الۡخَنَّاسِ الَّذِیۡ یُوَسۡوِسُ فِیۡ صُدُوۡرِ النَّاسِ مِنَ الۡجِنَّۃِ وَالنَّاسِ۔ اللہ کے نام کے ساتھ جو بےانتہا رحم کرنیوالا، بن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔ تو کہہ کہ میں تمام انسانوں کے رب سے (اس کی) پناہ طلب کرتا ہوں (وہ رب) جو تمام انسانوں کا بادشاہ (بھی) ہے۔ اور تمام انسانوں کا معبود (بھی) ہے (میں اس کی پناہ طلب کرتا ہوں) ہر وسوسہ ڈالنے والے کی شرارت سے جو (ہر قسم کے وسوسے ڈال کر) پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ (اور) جو انسانوں کے دلوں میں شبہات پیدا کر دیتا ہے۔ خواہ وہ (فتنہ پرداز) مخفی رہنے والی ہستیوں میں سے ہو۔ خواہ عام انسانوں میں سے ہو۔

الغرض رسول کریم ﷺ نے آسیب زدہ شخص کی بیماری کے علاج کے لئے مذکورہ بالا آیات کا انتخاب فرمایا جو شرک سے بیزاری اور توحید کے مضمون پر قرآن شریف سے ایک بہترین اور اعلیٰ درجہ کا انتخاب ہے۔ اس میں یہ اشارہ بھی ہے کہ آسیب اور جادو وغیرہ فی الحقیقت کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان ویقین اور اس سے دعا کے ذریعہ مدد طلب کرنے کے نتیجہ میں انسان کی بیماریاں، کمزوریاں دُور ہوسکتی ہیں۔

سورۃ الانعام میں شفا کی تاثیر

حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں ایک دفعہ رسول کریم ﷺ نے ایک بیمار پر ساری رات سورۃ الانعام کی تلاوت کی تو صبح تک اُسے شفا ہوگئی۔ (الاتقان فی علوم القرآن جلد2 ص436)

سورہ بنی اسرائیل کی آیت کا اثر

حضرت ابن عباسؓ سے مرفوع روایت ہے کہ یہ آیت چوری سے امان کا ذریعہ ہے۔ قُلِ ادۡعُوا اللّٰہَ اَوِ ادۡعُوا الرَّحۡمٰنَ ؕ اَیًّامَّا تَدۡعُوۡا فَلَہُ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰی ۚ وَلَا تَجۡہَرۡ بِصَلَاتِکَ وَلَا تُخَافِتۡ بِہَا وَابۡتَغِ بَیۡنَ ذٰلِکَ سَبِیۡلًا (بنی اسرائیل: 111) تو کہہ دے کہ خواہ اللہ کو پکارو خواہ رحمان کو۔ جس نام سے بھی تم پُکارو سب اچھے نام اُسی کے ہیں اور اپنی نماز نہ بہت اُونچی آواز میں پڑھ اور نہ اُسے بہت دھیما کر اور اُن کے درمیان کی راہ اختیار کر۔

(الاتقان فی علوم القرآن جلد2 ص437)

سورۃ الکہف کی آیات کی برکت

حضرت ابو درداءؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے سورۃ الکہف کی پہلی تین آیات تلاوت کیں وہ فتنہ دجال سے محفوظ رہے گا۔

(ترمذی کتاب فضائل القرآن باب فضل سورۃ الکہف)

حضرت ابو درداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے سورۃ الکہف کی ابتدائی دس آیات یاد کیں وہ دجال سے بچایا جائے گا۔ (مسلم کتاب صلاۃ المسافرین باب فضل سورۃ الکہف)

یاد رہے کہ سورۂ کہف کی ابتدائی دس آیات میں توحید کے ثبوت، شرک کے ردّ اور عیسائیت کے عقائد کفارہ اور الوہیت مسیح کی تردید ہے۔ اس علاج سے ظاہر ہے کہ دجال کی بیماری سے مُراد دراصل عیسائیت کا مذہبی فتنہ اور اس کے بداثرات سے بچاؤ ہے۔

سورہ الانبیاء کی آیت کی تاثیر

حضرت سعدؓ بن ابی وقاص بیان کرتے ہیں کہ مچھلی والے (حضرت یونسؑ) نے مچھلی کے پیٹ کے اندھیرے میں جو پُکار کی تھی لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنۡتَ سُبۡحٰنَکَ اِنِّیۡ کُنۡتُ مِنَ الظّٰلِمِیۡنَ (الانبیاء: 88) کہ کوئی معبود نہیں تیرے سوا۔ تُو پاک ہے۔ یقیناً میں ہی ظالموں میں سے تھا۔

کوئی مسلمان کسی معاملہ میں یہ دُعا کرے تو اللہ تعالیٰ اُسے قبول فرماتا ہے۔

(مستدرک حاکم کتاب الدعا جلد1 ص684۔ تفسیر قرطبی جلد11 ص334)

دوسری روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے ایک کلمہ (دُعا) کا علم ہے اگر کوئی مصیبت زدہ وہ پڑھے تو اس کی مصیبت دُور کی جاتی ہے اور وہ میرے بھائی حضرت یونسؑ کی دُعا ہے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنۡتَ سُبۡحٰنَکَ اِنِّیۡ کُنۡتُ مِنَ الظّٰلِمِیۡنَ (الانبیاء: 88) کوئی عبادت کے لائق نہیں مگر تُو۔ تُو پاک ہے۔ میں ظالموں میں سے ہوں۔ (الاتقان فی علوم القرآن جلد2 ص438)

سورۃ الشعراء کی آیت 131 وَاِذَا بَطَشۡتُمۡ بَطَشۡتُمۡ جَبَّارِیۡنَ کا اثر

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جب تم گرفت کرتے ہو تو زبردست بنتے ہوئے گرفت کرتے ہو۔ قرآن شریف میں مشرکین کو خطاب کی صورت میں یہ آیت محل ذمّ میں ہے۔ لیکن جب حقیقی مومن خدا کی ذات میں گم ہوکر دُعا کی توجہ سے دیگر صفاتِ الٰہیہ کے ساتھ اس صفت جبار کو بھی اختیار کرتا ہے تو وہ لازماً اپنا اثر دکھاتی ہے۔ اس آیت کی مادی تاثیر کے بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ نے یہ دلچسپ سچی کہانی بیان فرمائی ہے۔

''ڈاکٹر برنی آر نے اپنے سفرنامہ کشمیر میں پیر پنجال کی چڑھائی کی تقریب بیان پر بطور ایک عجیب حکایت کے لکھا ہے جو ترجمہ کتاب مذکور کے صفحہ 80 میں درج ہے کہ ایک جگہ پتھروں کے ہلانے جلانے سے ہم کو ایک بڑا سیاہ بچھو نظر پڑا جس کو ایک نوجوان مغل نے جو میری جان پہچان والوں میں سے تھا، اُٹھا کر اپنی مٹھی میں دبالیا اور پھر میرے نوکر کے اور میرے ہاتھ میں دے دیا مگر اُس نے ہم میں سے کسی کو بھی نہ کاٹا۔ اُس نوجوان سوار نے اس کا باعث یہ بیان کیا کہ میں نے اس پر قرآن کی ایک آیت پڑھ کر پھونک دی ہے اور اسی عمل سے اکثر بچھوؤں کو پکڑلیتا ہوں اور صاحب کتاب فتوحات و فصوص جو ایک بڑا بھارا نامی فاضل اور علوم فلسفہ وتصوف میں بڑا ماہر ہے وہ اپنی کتاب فتوحات میں لکھتا ہے کہ ہمارے مکان پر ایک فلسفی اور کسی دوسرے کی خاصیت احراق آگ میں کچھ بحث ہوکر اس دوسرے شخص نے یہ عجیب بات دکھلائی کہ فلسفی کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر کوئلوں کی آگ میں جو ہمارے سامنے مجمر میں پڑی ہوئی تھی ڈال دیا اور کچھ عرصہ اپنا اور فلسفی کا ہاتھ آگ پر رہنے دیا۔ مگر آگ نے ان دونوں ہاتھوں میں سے کسی پر ایک ذرا بھی اثر نہ کیا اور راقم اس رسالہ نے ایک درویش کو دیکھا کہ وہ سخت گرمی کے موسم میں یہ آیت قرآنی پڑھ کر وَاِذَا بَطَشۡتُمۡ بَطَشۡتُمۡ جَبَّارِیۡنَ زنبور کو پکڑلیتا تھا اور اس کی نیش زنی سے بکلی محفوظ رہتا تھا اور خود اس راقم کے تجربہ میں بعض تاثیرات عجیبہ آیت قرآنی کی آچکی ہیں جن سے عجائبات قدرت حضرت باری جل شانہٗ معلوم ہوتے ہیں۔''

(سرمۂ چشم آریہ، روحانی خزائن جلد2 ص100)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنے ایک خطبہ جمعہ میں اپنا یہ ذاتی تجربہ بھی بیان فرمایا۔

''اب یہ جو واقعہ ہے اس کو ہم نے خود بچپن میں تجربہ کرکے دیکھا ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے خاص طور پر مجھے یہ ترکیب بتائی کہ اگر یہ آیت وَاِذَا بَطَشۡتُمۡ بَطَشۡتُمۡ جَبَّارِیۡنَ پڑھ کر بھونڈ جن کے اندر ابھی ڈنک ہوتا ہے ان کو پکڑلیا جائے تو وہ کاٹتے نہیں ہیں اور بار بار میں نے ایسا کیا ہے۔ ایک دفعہ نہیں بہت مرتبہ۔ کس طرح ان بھونڈوں کو پکڑا اور اُنہوں نے کاٹا نہیں۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کی آیات کے کرشمے ہیں۔'' (خطبہ جمعہ فرمودہ 12۔ اپریل 2002ء)

سورۂ الٓمّٓ السّجدہ اور سورۂ ملک کی برکت

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ سونے سے قبل آنحضرت ﷺ سورۂ الٓمّٓ السجدہ اور سورۂ ملک کی تلاوت کرتے تھے۔

(ترمذی کتاب الدعوات باب 22)

حضرت خالد بن معدانؓ سے منقول ہے کہ اُنہوں نے فرمایا۔ (رات کے ابتدائی حصہ میں) اس سورۃ کو پڑھا کرو جو (قبر و حشر کے) عذاب سے نجات دینے والی ہے اور وہ سورۃ الٓمّٓ تنزیل ہے کیونکہ (صحابہؓ سے) مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ ایک شخص تھا جو یہی سورۃ پڑھا کرتا تھا وہ اس سورۃ کے علاوہ اور کچھ نہیں پڑھتا تھا اور وہ شخص بہت زیادہ گنہگار تھا، چنانچہ جب اُس شخص کا انتقال ہوا تو اس سورت نے اُس پر اپنے بازو پھیلا دیئے اور فریاد کی کہ اے میرے پروردگار! اس شخص کی بخشش فرما کیونکہ یہ مجھے بہت زیادہ پڑھا کرتا تھا۔ اللہ نے اُس شخص کے حق میں اس سورت کی شفاعت قبول فرمائی اور فرشتوں کو حکم دیا کہ اس کے نامہ اعمال میں اس کے ہر گناہ کے بدلہ نیکی لکھ دو اور اس کے درجات بلند کر دو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ بھی فرماتے تھے کہ بے شک یہ سورت اپنے پڑھنے والے کی طرف سے قبر میں جھگڑتی ہے کہ یا الٰہی! اگر میں تیری کتاب (قرآن کریم) میں سے ہوں جو لوح محفوظ میں لکھا ہے تو اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما اور اگر میں تیری کتاب میں سے نہیں ہوں تو مجھے اس میں سے مٹا دے۔ نیز حضرت خالدؓ نے فرمایا یہ سورت قبر میں ایک پرندہ کی مانند آئے گی اور اس پر اپنے بازو پھیلا کر اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے شفاعت کرے گی۔ حضرت خالدؓ نے سورۃ تَبٰرَکَ الَّذِیۡ بِیَدِہِ الۡمُلۡکُ کے بارہ میں بھی یہی کہا ہے کہ اس سورۃ کی بھی یہی تاثیر اور برکت ہے حضرت خالدؓ کا معمول یہ تھا کہ وہ یہ دونوں سورتیں پڑھے بغیر نہیں سوتے تھے۔

(سنن الدارمی کتاب فضائل القرآن باب فی فضل سورۃ تنزیل السجدہ)

سورۂ یٰسٓ

حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ مرنے والے کے پاس جب سورۂ یٰسٓ پڑھی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر جان کنی آسان کردیتا ہے۔

(سبل السلام کتاب الجنائز جلد2 ص91۔ الاتقان فی علوم القرآن جلد2 ص438)

حضرت سعید بن جبیرؓ نے ایک مریض پر سورۂ یٰسٓ پڑھی تو وہ اچھا ہوگیا۔ (الاتقان فی علوم القرآن جلد2 ص438)

براہین احمدیہ کی تصنیف و اشاعت کے کام میں حضورؑ نے اپنی صحت کے خیال سے بے نیاز ہو کر جان کی بازی لگا دی تھی۔ اس

مسلسل جہاد کے بعد 1880ء میں ہی آپ ’’قولنج زحیری‘‘ سے سخت بیمار ہوگئے۔ یہ تکلیف وباء کی صورت میں علاقے میں پھیلی ہوئی تھی اور لوگ پیٹ کی اس مہلک بیماری کی وجہ سے ہلاک ہورہے تھے۔حضرت مسیح موعودؑ اپنی اس بیماری سے شفا پانے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

’’ایک مرتبہ میں سخت بیمار ہوا یہاں تک کہ تین مختلف وقتوں میں میرے وارثوں نے میرا آخری وقت سمجھ کر مسنون طریقہ پر مجھے تین مرتبہ سورۂ یٰسین سنائی۔ جب تیسری مرتبہ سورۂ یٰسین سنائی گئی تو میں دیکھتا تھا کہ بعض عزیز میرے جو اَب وہ دُنیا سے گزر بھی گئے۔ دیواروں کے پیچھے بےاختیار روتے تھے اور مجھے ایک قسم کا سخت قولنج تھا اور بار بار دمبدم حاجت ہوکر خون آتا تھا۔سولہ دن برابر ایسی حالت رہی اور اسی بیماری میں میرے ساتھ ایک اور شخص بیمار ہوا تھا۔وہ آٹھویں دن راہی ملکِ بقا ہوگیا۔حالانکہ اس کے مرض کی شدت ایسی نہ تھی جیسی میری۔جب بیماری کا سولھواں دن چڑھا تو اُس دن بکلّی حالاتِ یاس ظاہر ہوکر تیسری مرتبہ مجھے سورۂ یٰسین سنائی گی اور تمام عزیزوں کے دل میں یہ پختہ یقین تھا کہ آج شام تک یہ قبر میں ہوگا۔تب ایسا ہوا کہ جس طرح خدا تعالیٰ نے مصائب سے نجات پانے کے لئے بعض اپنے نبیوں کو دُعائیں سکھلائی تھیں مجھے بھی خدا نے الہام کرکے ایک دُعا سکھلائی اور وہ یہ ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ۔اور میرے دل میں خدا تعالیٰ نے یہ الہام کیا کہ دریا کے پانی میں جس کے ساتھ ریت بھی ہو ہاتھ ڈال اور یہ کلمات طیبہ پڑھ اور اپنے سینے اور پشت سینہ اور دونوں ہاتھوں اور منہ پر اس کو پھیر کہ تو اس سے شفا پائے گا۔چنانچہ جلدی سے دریا کا پانی مع ریت منگوایا گیا اور میں نے اسی طرح عمل کرنا شروع کیا جیسا کہ مجھے تعلیم دی تھی اور اس وقت حالت یہ تھی کہ میرے ایک ایک بال سے آگ نکلتی تھی اور تمام بدن میں دردناک جلن تھی اور بےاختیار طبعیت اس بات کی طرف مائل تھی کہ اگر موت بھی ہو تو بہتر تا اس حالت سے نجات ہو۔مگر جب وہ عمل شروع کیا تو مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ ہر ایک دفعہ ان کلمات طیبہ کے پڑھنے اور پانی کو بدن پر پھیرنے سے میں محسوس کرتا تھا کہ وہ آگ اندر سے نکلتی جاتی ہے اور بجائے اس کے ٹھنڈک اور آرام پیدا ہوتا جاتا ہے۔یہاں تک کہ ابھی اس پیالہ کا پانی ختم نہ ہوا تھا کہ میں نے دیکھا کہ بیماری بکلّی مجھے چھوڑ گئی اور میں سولہ دن کے بعد رات کو تندرستی کے خواب سے سویا۔

(تریاق القلوب،روحانی خزائن جلد15 ص208,209)

سورہ ص کی آیت کی تاثیر

احمد بن سھل بن بویہ الھروی کہتے ہیں کہ میں بکار بن قتیبہ کے گھر کے قریب ٹھہرا ہوا تھا۔مجھے اُن کے گھر سے سورہ ص کی اس آیت کی تلاوت کی آواز سنائی دی یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلۡنٰکَ خَلِیۡفَۃً فِی الۡاَرۡضِ فَاحۡکُمۡ بَیۡنَ النَّاسِ بِالۡحَقِّ وَ لَا تَتَّبِعِ الۡہَوٰی فَیُضِلَّکَ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ ؕ اِنَّ الَّذِیۡنَ یَضِلُّوۡنَ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ لَہُمۡ عَذَابٌ شَدِیۡدٌۢ بِمَا نَسُوۡا یَوۡمَ الۡحِسَابِ(ص:27)یعنی اے داؤد! یقیناً ہم نے تجھے زمین میں خلیفہ بنایاہے۔پس لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر اور میلانِ طبع کی پیروی نہ کر ورنہ وہ(میلان) تجھے اللہ کے رستے سے گمراہ کردے گا۔یقیناً وہ لوگ جو اللہ کے رستے سے گمراہ ہوجاتے ہیں اُن کے لئے سخت عذاب(مقدر) ہے بوجہ اس کے کہ وہ حساب کا دن بھول گئے تھے۔

چنانچہ میں کافی دیر تک کھڑا ان کی تلاوت سنتا رہا۔یہاں تک کہ میں نے محسوس کیا کہ مجھ پر جادو کردیا گیاہے۔

(تاریخ دمشق جلد10 ص370)

سورۃالزمر اور بنی اسرائیل

سونے سے قبل تلاوت کے حوالہ سے حضرت عائشہؓ کی ایک روایت یہ بھی ہے کہ رسول اللہﷺ سورۃالزمر اور سورۂ بنی اسرائیل کی بھی تلاوت کرتے تھے۔ (مسند احمد جلد6 ص68)

سورۃالمؤمن اور آیۃ الکرسی

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا جس کسی نے صبح کے وقت سورۃ المؤمن کی ابتدائی آیات اور آیۃ الکرسی پڑھی۔شام تک اُس کی حفاظت کی جائے گی اور جس نے شام کو اُنہیں پڑھا تو صبح تک اُس کی حفاظت کی جائے گی۔سورۃ المؤمن کی وہ آیات یہ ہیں۔بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ حٰمٓ تَنۡزِیۡلُ الۡکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الۡعَزِیۡزِ الۡعَلِیۡمِ غَافِرِ الذَّنۡۢبِ وَ قَابِلِ التَّوۡبِ شَدِیۡدِ الۡعِقَابِ ذِی الطَّوۡلِ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ اِلَیۡہِ الۡمَصِیۡرُ اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہا رحم کرنیوالا،بن مانگے دینے والا(اور) بار بار رحم کرنے والاہے۔ صاحبِ حمد،صاحبِ مجد۔اس کتاب کا اتارا جانا اللہ،کامل غلبہ والے(اور) کامل علم والے کی طرف سے ہے۔جو گناہوں کو بخشنے والا اور توبہ قبول کرنے والا،پکڑ میں سخت اور بہت عطا اور وسعت والا ہے۔اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔اسی کی طرف لوٹ کرجانا ہے۔

(ترمذی کتاب فضائل القرآن باب فضل سورۃ البقرۃ وآیۃ الکرسی)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

’’روحانی اور جسمانی ہر قسم کے امراض کے لئے دُعاؤں کی ضرورت ہے.........آنحضرتﷺ نے جو یہ تلقین فرمائی ہے کہ جو یہ آیات پڑھے وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہے گا۔تو آیات صرف پڑھنا ہی کافی نہیں ہے بلکہ اس کے مضمون پر غور کرتے ہوئے ان باتوں کو اپنانے کی ضرورت ہے.........اگر یہ باتیں ہوں گی تو پھر انسان خدا تعالیٰ کے فضل سے اس کی حفاظت میں رہے گا۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس کے مطابق اپنی زندگیاں گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔‘‘ آمین

(خطبہ جمعہ مؤرخہ 2فروری 2018ء)

سورۃ الواقعہ کی مادی تاثیر

حضرت ابن مسعودؓ سے مرفوع روایت ہے کہ جس نے ساری رات سورۂ واقعہ پڑھی اسے کبھی فاقہ نہیں پہنچے گا۔

(الترغیب والترھیب کتاب الذکر والدعا جلد2 ص294)

سورۃ الحدید، الحشر، الصف، الجمعہ، التغابن اور الاعلیٰ کی برکات

حضرت عرباضؓ بن ساریہ کی روایت کے مطابق رسول کریمﷺ رات بستر پر جاتے ہوئے وہ سورتیں پڑھتے تھے جو اللہ کی تسبیح کے ذکر سے شروع ہوتی ہیں(یعنی الحدید، الحشر، الصف، الجمعہ، التغابن اور الاعلیٰ) اور فرماتے تھے ان میں ایک ایسی آیت بھی ہے جو ہزار آیتوں سے بہتر ہے۔ (مسند احمد جلد4 ص128)

سورۃالکافرون ، النصر،اللھب، الاخلاص،الفلق، الناس کی برکات

حضرت خبابؓ کا بیان ہے کہ رسول کریمﷺ بستر پر جانے سے قبل سورۂ کافرون سے لے کر آخر تک تمام سورتیں (النصر،اللھب، الاخلاص،الفلق، الناس) پڑھ کر سوتے تھے۔ (مجمع الزوائد لھیثمی جلد10 ص166)

سورۃالکافرون و معوّذتین

حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریمﷺ نماز پڑھ رہے تھے کہ اُن کو بچھّو نے کاٹ لیا۔آپؐ نے پانی اور نمک منگوایا اور اُس پر لگانے لگے اور ساتھ سورۃ الکافرون ،الفلق اور سورۃ الناس پڑھتے جاتے تھے۔ (الاتقان فی علوم القرآن جلد2 ص439)

معوّذتین کی برکات

جیسا کہ سورۂ فاتحہ کے حوالہ سے ذکر ہوچکا ہے کہ قرآن کا آغاز بھی ایک کامل وبابرکت دُعا سے ہے ۔ اسی طرح اس کا آخر بھی نہایت عمدہ اور مفید مقبول دُعاؤں پر مشتمل ہے۔حضرت عائشہؓ کی ایک روایت کے مطابق نبی کریمﷺ معوّذتین کی تلاوت کر کے ہاتھوں میں پھونکتے اور اپنے جسم پر پھیر کر سوجاتے۔

(بخاری کتاب الدعوات باب التعوذ والقراءۃ عند النوم)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریمﷺ دَم اور دُعا سے بھی علاج فرماتے تھے۔اپنی بیماری کے دنوں میں قرآن کی آخری دو سورتیں (معوّذتین) پڑھتے تھے۔

(بخاری کتاب الطب باب الرقی بالقرآن والمعوذات)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سورۃ الفلق اور آیۃ الکرسی کی مادی تاثیرات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

’’رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قاعدہ تھا کہ آپ جس وقت بستر پر تشریف لے جاتے تھے تو سورۂ اخلاص اور سورۂ فلق اور سورۃ الناس کو پڑھ کر دونوں بانہوں پر پھُونکتے اور جسم پر جہاں جہاں تک ہاتھ جاسکتا تھا ہاتھ پھیر لیتے اور ایسا ہی تین دفعہ کرتے اور اس کے ساتھ اور بھی بعض دُعائیں ملاتے تھے اور آیت الکرسی بھی پڑھتے تھے۔ یہ اس شخص کا دستور العمل تھا جس کے لئے اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا وَاللّٰہُ یَعۡصِمُکَ مِنَ النَّاسِ اور جس کے لئے خدا کی حفاظت ہر طرف سے قائم تھی۔ اس سے خیال کر سکتے ہو کہ اَور لوگوں کے لئے ایسا کرنا کس قدر ضروری ہے۔جو لوگ یہ دُعا نہیں پڑھتے اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ اُن کو اس کی ضرورت نہیں ہے۔ ضرورت ہے مگر وہ لوگ اس سے واقف نہیں۔ اگر جانتے تو ضرور پڑھتے لیکن میں آپ لوگوں کو آگاہ کرتا ہوں کہ قرآن کریم نے ہمیں مصائب و آفات سے بچنے کا یہ گُر بتادیا ہے اور اس سورۃ میں تمام جسمانی آفتوں کا ذکر ہے اور ان سے محفوظ رہنے کا طریق بتایا گیا ہے۔ رُوحانی آفات اور ان سے بچنے کا ذکر اگلی سورۃ میں ہے..............

میں نے جو آج یہ سورۃ پڑھی ہے اس کی خاص غرض ہے اور وہ یہ کہ جیسا کہ مختلف اخبارات سے معلوم ہو رہا ہے پچھلے دنوں میں جو مرض پھیلا تھا وہ آج کل پھر بعض مقامات پر پھُوٹ رہا ہے اور یورپ میں تو اس دفعہ قیامت کا نمونہ بنا ہوا ہے‘‘

(خطبات محمود جلد6 ص182 خطبہ جمعہ فرمودہ 21مارچ 1919ء)

قرآن کی تلاوت کرنے اور سننے سے ذہنی تناؤ کم ہوجاتا ہے اور جدید تحقیق

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ

(الرعد:29)

یہاں ذکر سے اول مراد تو قرآن کریم ہی ہے۔جیسا کہ ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ۔

(الاعراف:10)

یہ آیت دلوں کی شفاء والے مضمون کی بھی تصدیق کرتی ہے۔نفسیاتی امراض کا علاج بھی قرآن کریم میں ہے۔تاہم اس کے لئے اس پر یقین ضروری ہے۔علامہ زرکشی کے مطابق قرآنی شفا سے وہی فائدہ اُٹھا سکتا ہے جو اللہ کے لئے اپنے دل اور نیت کو خالص کرلے۔ (دراسات فی علوم القرآن۔ص60)

ایک امریکن یونیورسٹی نے قرآن کریم کی تلاوت کے موضوع پر ماہرین کی مدد سے جائزہ تیار کروایا۔ذہنی امراض کے ہسپتال کے ڈائریکٹر اور کنسلٹنٹ ڈاکٹر رجب عبدالحکیم بریسالی جو سعودی نیشنل گارڈ ہسپتال میں میڈیکل کمپنی کے رکن بھی ہیں کہ عربی زبان نہ جاننے والے ایک گروپ کو آڈیو کیسٹ کے ذریعے قرآن کریم کی آیات سنائی گئیں۔اس موقع پر اُن افراد کے ذہن پر پڑنے والے اثرات کا جائزہ مشینوں کے ذریعے ریکارڈ کیا گیا۔نتائج سب کیلئے حیران کن ثابت ہوئے۔قرآن کریم ایسے افراد کو سنایا گیا تھا جو نہ تو عربی سے واقف تھے اور نہ اُنہوں نے کبھی قرآن کریم سنا تھا۔وہ ذہنی دباؤ اور ڈپریشن کا شکار تھےاور دماغی حالت بھی ٹھیک نہ تھی۔تاہم قرآن کریم کی تلاوت سننے کے بعدان کا ذہنی تناؤ ختم ہوگیا اور اُن کے دماغ پر تازگی چھا گئی۔

(روزنامہ قدرت اسلام آباد 7مئی 2017ء)

ہارون احمد عطاء۔ جرمنی

واقفین زندگی کے ساتھ الٰہی تائیدات و نصرت

مندرجہ ذیل میں خاکسار ان روشن ستاروں کے بارے ایمان افروز واقعات پیش کرے گا جو اس آیت کریمہ کے اندر شمار ہوتے ہیں قُلۡ اِنَّ صَلَاتِیۡ وَنُسُکِیۡ وَمَحۡیَایَ وَمَمَاتِیۡ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ(الانعام:163)
ترجمہ۔تو کہہ دے کہ میری عبادت اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام فرماتے ہیں۔
’’میں…یہی آرزو رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں زندگی وقف کرنے کے لئے اگر مر کے پھر زندہ ہوں اور پھر مروں اور زندہ ہوں تو ہر بار میرا شوق ایک لذت کے ساتھ بڑھتا ہی جاوے…اس وقف کےلئے اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ جوش عطا فرمایا ہے کہ اگر مجھے یہ کہہ دیا جاوے کہ اس وقف میں کوئی ثواب اور فائدہ نہیں ہے بلکہ تکلیف اور دکھ ہوگا تب بھی میں اسلام کی خدمت سے رک نہیں سکتا۔‘‘ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 370)

حضرت مولانا ابو العطاء فاضل
(خالِد احمدیت، مبلغ بلاد عربیہ)

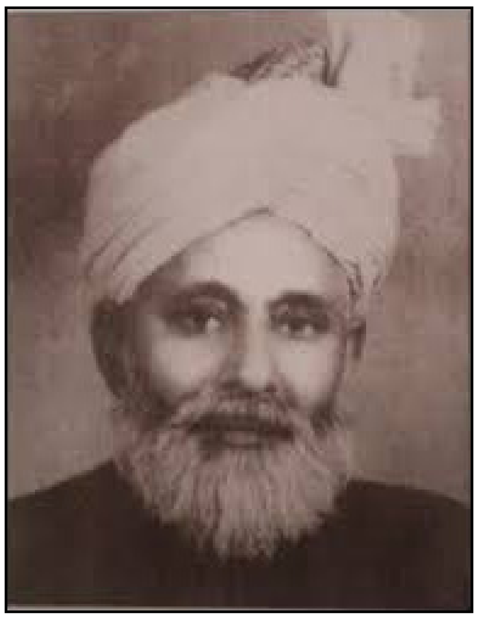

آپؓ فرماتے ہیں۔
1931ءسے1936ء تک مجھے بلاد عربیہ میں تبلیغ اسلام و احمدیت کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس عرصہ میں عیسائی پادریوں اور غیر احمدی علماء سے بھی متعدد مباحثے ہوتے رہے۔ دو ملاقاتوں کا ذکر کرتا ہوں۔ ایک دفعہ نابلس شہر کے چند استاد ملنے کے لئے کبابیر میں آئے جہاں ہماری مسجد، ہمارا پریس، ہمارا رسالہ اور ہمارا دارالتبلیغ ہے۔ دار التبلیغ میں اس وقت چند احمدی بزرگ بھی موجود تھے جن میں شیخ علی القرق مرحوم بھی تھے۔ ان اساتذہ نے قہوہ وغیرہ پینے کے بعد کہا کہ آپ وفاتِ مسیح کے قائل ہیں؟ میں نے کہا کہ قرآن مجید میں حضرت مسیحؑ کی وفات کا ذکر ہے اس لئے ہم لوگ وفات مسیح کے قائل ہیں۔ اس نے کہا کہ اگر وہ فوت ہوگئے ہیں توان کی قبر کہاں ہے؟ میں نے کہا ان کی قبر سری نگر کشمیر میں ہے اس پر دوسرے استاد نے دخل دیتے ہوئے کہا کہ اتنی دور؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ ابھی میں نے کوئی جواب نہ دیا تھا کہ ہمارے مرحوم بھائی علی القرق نے جھٹ فرمایا ھَلۡ بِلَادُالۡکَشَامِیۡرَۃِ اَبۡعَدُ مِنَ السَّمَاءِ کہ کیا کشمیر کا علاقہ آسمان سے بھی دور ہے؟ اس پر وہ اساتذہ خاموش ہو گئے اور پوچھنے والے نے مجھے مخاطب ہو کر کہا کہ آپ نے ان کو خوب سکھایا ہے۔ میں نے کہا کہ بات مجھے بھی سوجھی تھی۔ یہ تو اللہ تعالیٰ ہی سکھاتا ہے۔
ایک دوسری ملاقات میں جس کا ذکر مقصود ہے وہ حیفا فلسطین کے دارالتبلیغ میں ہوئی تھی۔ حیفا کے مشہور قدآور شیخ عبداللطیف العبوشی ایک دن اپنے چند شاگردوں سمیت اچانک دار التبلیغ آگئے۔ میں اس وقت اکیلا ہی تھا۔ آتے ہی شیخ موصوف نے کہا جِئۡتُ الۡیَوۡمَ لِاُلۡقِمَکَ حَجَرًا کہ میں آج آپ کا منہ بند کرنے آیا ہوں۔ میں نے کہا تَفَضَّلۡ وَاجۡلِسۡ نَشۡرَبُ الۡقَھۡوَۃَ اَوَّلاً ثُمَّ نَتَحَدَّثُ کہ آپ تشریف تو رکھیں پہلے قہوہ نوش فرمائیں پھر گفتگو ہو گی چنانچہ میں نے جھٹ پٹ سٹوو پر قہوہ بنا کر پیش کر دیا۔ اتنے میں جماعت کے بعض دوست بھی دارالتبلیغ میں آگئے۔ میں نے کہا کہ اب فرمایئے کیا سوال ہے؟ کہنے لگے کہ آپ وفاتِ مسیح کے قائل ہیں۔ بتائیں ان کی قبر کہاں ہے؟ میں سمجھ گیا کہ یہ محض مجادلہ کے لئے آئے ہیں تحقیق مقصود نہیں ہے اس لئے میں نے کہا جناب عالی! ہمیں ان کی قبر سے کیا سروکار ہے۔ کیا ہم نے اس قبر کی عبادت کرنی ہے؟ اس پر شیخ نے اپنے شاگردوں کی طرف معنی خیز نظر سے دیکھا اور مجھے کہا کہ نہیں ہمیں اس سوال کا جواب معین مطلوب ہے۔ میں نے کہا کہ جب قرآن مجید نے حضرت مسیح کی وفات کا ذکر فرمادیا ہے تو ہمارے لئے یہ کافی ہے۔ ہمیں وفات مسیح پر ایمان لانا چاہئے۔ قبر ان کی کہاں ہے اس کا علم ضروری نہیں۔ میں قرآن پاک سے وفات مسیح ثابت کر دیتا ہوں۔ اس پر شیخ صاحب اور تیز ہو گئے اور کہنے لگے کہ میں تو صرف یہ جاننا چاہتا ہوں کہ آپ ہمیں قبر کی نشاندہی کریں ہم اور کوئی بات نہیں کرنا چاہتے۔ پھر شاگردوں سے کہنے لگے کہ کیا میں نے نہ کہا تھا کہ قادیانی مبلغ اس سوال کا جواب نہ دے سکے گا۔پھر اپنے طلباء سے پوچھا کہ تم نے الخلیل شہر دیکھا ہے وہاں نبیوں کی قبریں دیکھی ہیں؟ انہوں نے اثبات میں جواب دیا ۔ شیخ نے کہا کہ وہاں مسیحؑ کی قبر ہے؟ طلباء نے کہا کہ نہیں اس پر استاد نے کہا اِذًا ھُوَحَیٌّ فِی السَّمَاءِ یُرۡزَقُ کہ تب ماننا پڑے گا کہ مسیح آسمان پر زندہ ہیں۔ پھر شیخ نے مجھے کہا کہ آپ کو ضرور بتانا چاہئے کہ مسیح کی قبر کہاں ہے؟ ہم اور بات نہیں کریں گے۔ جب بات اس مرحلہ تک پہنچ گئی تو میں نے کہا۔ اگر چہ یہ ضروری سوال نہیں اور قرآن مجید کے اعلان وفات مسیح کے بعد ہم پر قبر کی نشاندہی کی ذمہ داری نہیں ہے لیکن آپ کی ضد کو توڑنے کے لئے میں کہتا ہوں اِنَّ قَبۡرَ عِیۡسٰی فِیۡ جَنۡبِ قَبۡرِ نُوۡحٍ حضرت مسیحؑ کی قبر حضرت نوحؑ کی قبر کے پہلو میں ہے۔ اس پر شیخ بھی اور شاگرد بھی میرے منہ کی طرف دیکھنے لگ گئے اور پوچھنے لگ گئے اَیۡنَ قَبۡرُ نُوۡحٍ کہ نوح کی قبر کہاں ہے؟ میں نے کہا کہ مسیح کی قبر کے دائیں جانب۔ وہ اور حیران ہوئے۔ میں نے طلباء سے پوچھا کہ کیا الخلیل میں تم نے نوح کی قبر دیکھی ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ میں نے کہا اِنَّ قَبۡرَ عِیۡسٰی فِیۡ جَنۡبِ قَبۡرِ نُوۡحٍ پھر نوح آسمان پر زندہ ہوں گے۔ اب اس الزامی جواب پر شیخ عبداللطیف العبوشی بھی ششدر رہ گئے آخر کہنے لگے کہ اچھا بھئی بتاؤ تو سہی کہ آپ کے عقیدہ کے مطابق مسیح کی قبر کہاں ہے؟ تب میں نے انہیں آیت قرآنی وَجَعَلۡنَا ابۡنَ مَرۡیَمَ وَاُمَّہٗۤ اٰیَۃً وَّاٰوَیۡنٰہُمَاۤ اِلٰی رَبۡوَۃٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِیۡنٍ (المومنون:51) کی تفسیر کرتے ہوئے بتایا کہ مسیح سری نگر میں دفن ہیں۔ اس پر وہ خاموش ہو کر چلے گئے۔
(واقفین زندگی کے ساتھ الٰہی تائیدات و نصرت کے ایمان افروز واقعات،مصنف ڈاکٹر افتخار ایاز ، صفحہ: 283-285)

حضرت قاضی محمد نذیر فاضل لائلپوری
(سابق ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ)

آپؓ فرماتے ہیں۔
ایک دفعہ میرا مباحثہ ختم نبوت کے موضوع پر اپنے گاؤں موضع کوردوال ضلع سیالکوٹ میں پیر نامی نادر شاہ صاحب سے جو سمبڑیال کے رہنے والے تھے۔ جب پیر صاحب بحث میں عاجز آگئے

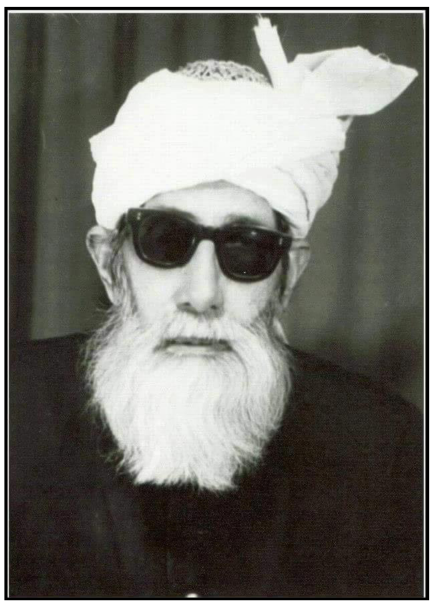

تو انہوں نے ایک مولوی کو کھڑا کردیا اور اسے کہا کہ تم یہ کہو کہ میں اسی طرح خدا کا نبی ہوں جس طرح مرزا صاحب نبی ہیں اور پیر صاحب نے کہا کہ اب اسے جھوٹا ثابت کرو۔ اس پر میں اٹھا اور مجمع کو مخاطب کر کے کہا دوستو! خدا کا شکر ہے کہ جو مسئلہ میرے اور پیر صاحب کے درمیان زیر بحث تھا وہ حل ہو گیا۔ بحث یہ تھی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپﷺ کی امت میں نبی آسکتا یا نہیں۔ پیر صاحب نے تسلیم کر لیا ہے کہ آسکتا ہے جو یہ دیکھئے پیر صاحب کا نبی جو سامنے کھڑا ہے۔ آپ یہ مان گئے ہیں کہ نبی آسکتا ہے ۔ تبھی تو انہوں نے آپ سب لوگوں کے سامنے مولوی صاحب سے نبوت کا دعویٰ کرایا ہے۔ اب یہ چاہتے ہیں کہ میں اسے جھوٹا ثابت کروں مگر مجھے اسے جھوٹا ثابت کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اسے اللہ تعالیٰ نے نہیں بھیجا بلکہ پیر صاحب نے ان سے دعویٰ کرایا ہے اور خود پیر صاحب بھی اسے دعویٰ میں جھوٹا جانتے ہیں اور یہ شخص خود بھی اپنے آپ کو اس دعویٰ میں جھوٹا سمجھتا ہے اور آپ سب لوگوں کے نزدیک بھی یہ جھوٹا ہے لہٰذا اس کو جھوٹا ثابت کرنے کی ضرورت نہیں۔
اس پر پیر صاحب نے کہا کہ میرا مطلب یہ ہے کہ جس آیت قرآنیہ سے تم اسے جھوٹا ثابت کرو گے اسی آیت سے میں مرزا صاحب کو جھوٹا ثابت کردوں گا۔ اس پر میں نے کہا لیجئے پیر صاحب میں ایک آیت پیش کرتا ہوں جو پیر صاحب کے پیش کردہ جھوٹے نبی کو جھوٹا ثابت کردے گی اور حضرت مرزا صاحب بانئ سلسلہ احمدیہ یہ اس آیت کی رو سے سچے ثابت ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ بنی اسرائیل میں فرماتا ہے وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیۡنَ حَتّٰی نَبۡعَثَ رَسُوۡلًا (بنی اسرائیل : 16)کہ ہم اس وقت تک عذاب بھیجنے والے نہیں یہاں تک کہ ہم کوئی رسول مبعوث کر لیں۔ اس آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ رسول پہلے مبعوث ہوتا ہے اور عذاب اس کے بعد آتا ہے۔ حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ سے پہلے امن و امان تھا۔ آپؑ کے دعاوی کے بعد پے درپے عذابوں کا سلسلہ شروع ہوا کہیں طاعون کی صورت میں،کہیں زلازل کی صورت میں مگر پیر صاحب کا یہ جھوٹا مدعی نبوت عذابوں کے اس سلسلہ کے بعد دعویٰ کر رہا ہے۔ لہٰذا یہ آیت پیر صاحب کے مدعی کو جھوٹا ثابت کرتی ہے اور حضرت مرزا صاحب کو اپنے دعویٰ میں سچا ثابت کر رہی ہے۔
میرے اس آیت کو پیش کرنے پر پیر صاحب مبہوت رہ گئے اور انہیں کوئی جواب نہ سوجھا۔ اس مجلس میں انہوں نے ایک غیر از جماعت دوست کو اپنی طرف سے ثالث بھی بنایا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس پر اس گفتگو کا گہرا اثر ہوا اور وہ احمدیت میں داخل ہو گیا۔ فالحمد للہ علی ذالك
(واقفین زندگی کے ساتھ الٰہی تائیدات و نصرت کے ایمان افروز واقعات،مصنف: ڈاکٹر افتخار ایاز ، صفحہ: 289-290)

حضرت مفتی محمد صادقؓ

ایک دفعہ انگلستان میں نہایت کامیابی اور عمدگی سے تبلیغ اسلام کے فرائض بجالانے کے بعد جب مفتی صاحب امریکہ تشریف لے گئے تو جہاز سے اُترتے ہی محکمہ امیگریشن کے افسروں سے واسطہ

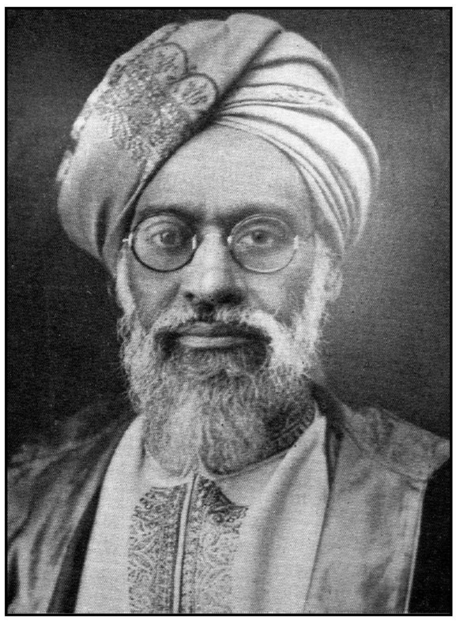

پڑا۔ انہوں نے مفتی صاحب سے پوچھا۔

افسر: آپ کا نام کیا ہے اور آپ کون ہیں؟

صادق :میرا نام محمد صادق ہے۔ میں مسلمان ہوں اور ہندوستان کا باشندہ ہوں۔

افسر:آپ کہاں سے آئے ہیں؟

صادق: میں پہلے ہندوستان سے انگلستان آیا اور وہاں سے یہاں آیا ہوں۔

افسر: یہاں آپ کیوں آئے ہیں؟

صادق: تبلیغ اسلام کرنے کے لئے۔

افسر: آپ کو نسی الہامی کتاب کو ماننے والے ہیں؟

صادق: قرآن مجید کو جو محمد صلی اللہ علیہ و سلم پر نازل ہوا۔

افسر: اس میں تو چار تک بیویاں کرنے کا حکم ہے۔

صادق:حکم نہیں، اجازت ہے۔

افسر: پھر آپ اس ہمارے ملک میں بھی لوگوں کو یہی تعلیم دیں گے کہ چار بیویاں کرو۔

صادق: تعلیم دینے کے لئے اور بہت سی باتیں ہیں جو4 بیویاں کرنے سے بھی بہت زیادہ ضروری اور اہم ہیں۔ مثلاً یہ کہ ایک اکیلے اور واحد خدا کی پرستش کرو۔ کسی کو اس کا شریک، ساجھی اور ہمسر نہ بناؤ، کسی انسان کو خدا نہ سمجھو۔ رہ گئی 4 بیویوں والی بات تو ہمارے مذہب میں ایک شخص ایک بیوی کر کے بھی ایسا ہی سچا اور پکا مسلمان رہتا ہے جیسا 4 بیویاں کرنے پر۔ ہمارا مذہب ہر گز یہ بات نہیں کہتا کہ ضروری ہی 4 بیویاں کرو۔ بلکہ محض اس کی اجازت دیتا ہے کہ اگر حالات کا اقتضاء ہو تو4,3,2 بیویاں کر سکتے ہو۔ بشرطیکہ ان میں عدل و انصاف پورا قائم رکھو۔ 4 بیویاں کرنے کا مسئلہ نہیں ہے جس پر ایمان اور اسلام کی بنیاد ہو۔ اور جس کے بغیر آدمی مسلمان ہی نہ ہو سکتا ہو۔ تمام دنیائے اسلام میں لاکھوں ایسے انسان ہیں جو صرف ایک ہی بیوی کے ساتھ اپنی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ 2بیویاں کرنے والے نسبتاً کم تعداد میں ہیں اور3 یا4 بیویاں کرنے والے تو بہت ہی کم ہیں۔ اگر یہ حکم اسلام میں ضروری ہوتا تو پھر ہر مسلمان کے لازماً 4بیویاں ہوتیں۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

افسر: خواہ کچھ بھی ہو۔ ہم آپ کو اپنے ملک میں رہنے کی اور تبلیغ کرنے کی اجازت نہیں دے سکتے۔ آپ فوراً واپس چلے جائیں۔

صادق: یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ میں واپس نہیں جاؤں گا۔ مجھے امریکہ میں تبلیغ کرنی اور لوگوں کو مسلمان بنانا ہے۔ پھر کس طرح واپس چلا جاؤں۔

افسر: اچھا اگر آپ واپس جانا نہیں چاہتے تو آپ کو نظر بند رہنا پڑے گا۔ ہم آپ کے متعلق افسران بالا کو رپورٹ کرتے ہیں وہاں سے جیسا حکم آئے گا اس کے مطابق عمل کیا جائے گا۔

صادق : مجھے یہ بات منظور ہے۔ مگر میں واپس نہیں جاؤں گا۔

اس گفتگو کے بعد ان لوگوں نے مفتی صاحب کو ایک مکان میں بند کردیا۔ جس سے باہر نکلنے کی ممانعت تھی۔ مگر چھت پر ٹہل سکتے تھے۔ اس کا دروازہ دن میں صرف دو مرتبہ کھلتا تھا۔ جبکہ کھانا کھلایا جاتا تھا۔اس مکان میں کچھ یورپین بھی نظر بند تھے۔ جو عموماً نو جوان تھے اور پاسپورٹ نہ ہونے کی وجہ سے اس وقت تک کے لئے نظر بند کردیئے گئے تھے۔ جب تک حکام کی طرف سے ان کے متعلق کوئی فیصلہ ہو۔ یہ لوگ مفتی صاحب کا بڑا ادب کرتے تھے۔ اور ان کی ضروریات کا خیال رکھتے تھے۔ ان کے لئے نماز پڑھنے کی جگہ بھی انہوں نے بنادی تھی۔اور برابر خدمت کرتے تھے۔موقعہ سے فائدہ اٹھا کر مفتی صاحب نے ان نوجوانوں کو تبلیغ کرنی شروع کر دی۔ جس کا نتیجہ الحمد للہ بڑا اچھا نکلا یعنی ایک ایک دو دوکرکے پندرہ آدمی مسلمان ہو گئے۔

جب محکمہ کے افسر کو اس بات کا پتہ لگا تو وہ بڑا گھبرایا اور سوچنے لگا کہ یہ تو بڑا خطرناک آدمی ہے۔ اس طرح تو یہ آہستہ آہستہ سارے نظر بند نوجوانوں کو مسلمان کر لے گا۔ اور جب شہر کے پادری صاحبان کو اس کا علم ہو گا تو وہ سخت ناراض ہوں گے۔ اور شہر کی ساری پبلک کو میرے خلاف کر دیں گے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ میں آئندہ انتخاب میں کامیاب نہیں ہو سکوں گا۔ اس نے خیال کیا کہ اب خیر اسی میں ہے کہ جتنی جلدی ممکن ہو سکے اس شخص کو یہاں سے نکالنا چاہئے۔ورنہ بدنامی بھی ہوگی اور نقصان بھی۔

اس پر اس نے فوراً افسران اعلیٰ کو تاردیئے کہ جس قدر جلد سے جلد ممکن ہو اس شخص کو جو ہندوستان سے آیا ہے اندرونِ ملک میں داخل ہونے کا فیصلہ کر دیا جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے حکام نے یہی فیصلہ کیا کہ مسٹر صادق کے داخلہ امریکہ میں کوئی ہرج نہیں۔ انہیں چھوڑ دیا جائے۔

افسر متعلقہ نے اس حکم کی تعمیل میں ایک منٹ کی بھی دیر نہ لگائی۔ مفتی صاحب کو فوراً رہا کردیا۔خدا تعالیٰ کی حکمتیں اور طاقتیں عجیب ہیں۔

(لطائف صادق، مرتبہ،شیخ محمد اسمٰعیل پانی پتی، صفحہ: 39۔41)

مکرم مولانا عطاءاللہ کلیم

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ہر خادم میدان جہاد میں ایسے متعدد واقعات کا مشاہدہ کرتا ہے جو ایک طرف اسلام اور احمدیت کی صداقت اور تائیدِخداوندی کا ثبوت ہوتے ہیں، ذیل میں ایک واقعہ جو آپ کے ساتھ ہوا پیش کیا جاتا ہے۔مولانا صاحب فرماتے ہیں۔

ایک واقعہ جو ہر احمدی کے لئے ازدیاد ایمان کا باعث ہے وہ 1973ء کا ہے۔جماعتِ احمدیہ گھانا کا مرکز آغاز مشن سے ہی سالٹ پانڈ کا قصبہ تھا جو اکرا دارالحکومت سے 73 میل کے فاصلہ پر ہے۔ وہاں ایک دن ٹیلیفون کی گھنٹی بجی ۔ رسیور اٹھانے پر معلوم ہوا کہ ٹیلیفون OSU CASTLE اکرا سے ہے جو ہیڈ آف دی سٹیٹ یعنی صدرِ مملکت کا دفتر ہے پیغام یہ تھا کہ صدر مملکت نے خاکسار عطاء اللہ کلیم امیر جماعت ہائے احمدیہ گھانا کو دوسرے دن 10 بجے صبح اپنے دفتر میں بلایا ہے۔ جمہوریہ گھانا کے صدرِ مملکت کی طرف سے بلاوا آنے پر فکر دامن گیری ہوئی کہ کہیں کسی اور ہسپتال کے متعلق شکایت نہ کر دی گئی ہو یا جماعت کے خلاف کسی نے صدر مملکت کے کان نہ بھر دیئے ہوں۔بہرحال مختلف خیالات آکر پریشانی کا باعث بنے ۔تا ہم مومن کا کام چونکہ ہر مشکل مرحلہ پر اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنا اور اسی سے ردِّبلا اور نصرت و تائید کے لئے فریاد کرنا ہے اس لئے حتی المقدور دعا کی گئی۔

دوسرے دن OSU CASTLE پہنچا تو تمام متعلقہ افسران وغیرہ انتظار میں تھے اور خاکسار درجہ بدرجہ مراحل سے گزرتا ہوا صدر مملکت کے پرسنل سیکرٹری کے پاس جو ایک لیفٹینٹ کرنل تھے پہنچا ۔ تمام افسران بڑے تپاک سے ملتے اور خوش آمدید کہتے رہے۔پرسنل سیکریٹری صاحب خاکسار کو صدر مملکت کے ملاقات کے کمرہ میں لے گئے اور وہاں بٹھا کر فو را چلے گئے۔

اب کمرہ میں صدر مملکت اور خاکسار کے علاوہ کو ئی نہیں تھا ۔ صدر مملکت بھی نہایت عزت سے پیش آئے اور گفتگو کا آغاز اس طرح کیا کہ میں نے آپ کو اس لئے بلایا ہے کہ میرے خلاف کچھ سازشیں اور ریشہ دوانیاں ہو رہی ہیں آپ میرے لئے دعا کریں اور جماعتِ احمدیہ کے سپریم ہیڈ یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعا لیٰ بنصرہ العزیز امام جماعتِ احمدیہ کو بھی لکھیں کہ وہ میرے لئے دعا فرمائیں ۔

خاکسار نے ان کے لئے دعا کا وعدہ کیا اورحضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں پہلے تار کے ذریعہ اور پھر تفصیلی خط میں دعا کی درخواست کی۔

چنانچہ حضور انور کی طرف سے جواب ملا کہ دعا کی گئی ہے۔ماہ ڈیڑھ ماہ کے بعد حکومت کی ایک فیکٹری کے افتتاح کی رسم ادائیگی کے لئے صدر مملکت H.E.COL. I.K.ACHEAM PONG سالٹ پانڈ تشریف لائے اور معززین قصبہ کی ان سے ملاقات ہوئی تو خاکسار نے صدر مملکت کو بتایا کہ ان کا مفوضہ کام کر دیا گیا تھا ۔ خدا کا شکر ہے کہ اس وقت تک ان کی جملہ پریشانیاں دور ہو چکی تھیں ۔اس کے بعدحضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی بابرکت دعاؤں کے نتیجہ میں اس صدر مملکت نے 1978ء تک یعنی 5،6 سال بڑی شان و شوکت سے حکومت کی اور جولائی 1978ء میں بعض وجوہ کی بناء پر خود استعفیٰ دے کر حکومت سے الگ ہوگئے ۔

یہ واقعہ بتاتا ہے کہ اللہ تعا لیٰ نے اپنے قائم کردہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کو کس قدر عزت عطا فرمائی ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے خادموں کے ایک خادم کو گھانا جیسے اہم ملک کے صدر مملکت خود بلا کر درخواست کرتے ہیں کہ ان کے لئے دعا کی جائے۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک ۔

(واقفین زندگی کے ساتھ الٰہی تائیدات و نصرت کے ایمان افروز واقعات، مصنف: ڈاکٹر افتخار ایاز ، صفحہ: 408۔409)

محترم نسیم احمد باجوہ

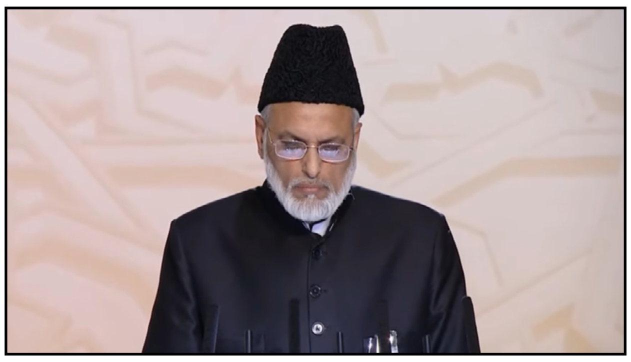

آپ بتاتے ہیں۔

ایک واقعہ برمنگھم میں ہوا۔ 1992تا2001ء کے عرصہ میں خاکسار برمنگھم میں بطور ریجنل مشنری مڈلینڈ متعین تھا۔ اس دوران ایک دفعہ معلوم ہوا کہ ہمارے احمدی بھائی ڈاکٹر سرفراز علی ہسپتال میں داخل ہیں اور مختلف عوارض کے ساتھ ساتھ اس وقت انہیں ہچکی کی تکلیف ہے جو مسلسل کئی روز سے چل رہی تھی اور ڈاکٹروں کے ہر قسم کے علاج کے باوجود قطعاً کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا۔ ایک روز نماز عصر کے بعد خاکسار نے مکرم ملک نثار احمد صاحب سیکرٹری ضیافت برمنگھم جو نماز کے لئے آئے ہوئے تھے انہیں ساتھ لیا اور ہم عیادت کے لئے ہسپتال چلے گئے مکرم ڈاکٹر سرفراز علی صاحب بستر پر سر اوپر کرکے لیٹے ہوئے تھے اور ان کی اہلیہ بھی ان کے ساتھ تھیں۔ مکرم ڈاکٹر صاحب مسلسل ہچکی بھی

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
0044 74 9378 5065
0044 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

لے رہے تھے اور ساتھ ہی ان کے پیٹ میں شدید درد تھا۔ ان کی اہلیہ انہیں پیٹ پر مل کر یا دبا کر آرام دلانے کی کوشش کر رہی تھیں لیکن کوئی آرام نہیں آرہا تھا جب ہم پہنچے تو مکرم ڈاکٹر صاحب نے اپنی بیوی کو کہا کہ آپ ذرا چھوڑدیں اور مربی کو پیٹ پر ہاتھ رکھ کر دعا کرنے کے لئے کہا تو خاکسار نے سب کو کہا کہ آئیں ہم سب مل کر دعا کریں خاکسار کو چند سال پہلے والا متین صاحب کا واقعہ بھی یاد تھا۔ 20,15 منٹ کے بعد دوران دعا ہم نے سنا کہ مکرم ڈاکٹر صاحب کی ہچکی اور کراہنے کی آواز بند ہو گئی ہے اور وہ خراٹے لے رہے ہیں مسلسل ہچکی کی وجہ سے کئی روز سے چونکہ وہ پوری طرح سو نہیں سکے تھے اس لئے جونہی انہیں ہچکی سے آرام ملا وہ بے اختیار ہو کر سو گئے اور اتنی گہری نیند میں چلے گئے کہ خراٹے لینے لگے۔ ہم نے دعا ختم کی، اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور خاموشی سے واپس آگئے۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جو جماعت احمدیہ کے افراد کو خلافت سے وابستہ ہونے کے نتیجہ میں ملتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ خلافت کے ذریعہ ہی مومنوں کے دین کو مضبوطی حاصل ہوتی ہے۔ خوف کو امن میں بدلا جاتا ہے۔ پس ہمیں ہر وقت دعا کرتے رہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں خلافت کے ساتھ ایسے رنگ میں وابستہ رہنے کی توفیق دے کہ جو اس کا حق ہے۔ آمین۔

2001ء سے 27 اگست 2007ء تک خاکسار بریڈ فورڈ میں بطور ریجنل مشنری نارتھ ایسٹ انگلینڈ متعین تھا۔ اس دوران بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے احسانات کے بہت سے جلوے دکھائے ہیں خاکسار نے کئی سال قبل ایک خواب میں دیکھا کہ حج بیت اللہ کر رہا ہوں۔ اس وقت سے دل میں خواہش تھی کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے کوئی سامان فرمادے چنانچہ 2004ء میں غیبی طور پر اللہ تعالیٰ نے اس کا انتظام فرمادیا۔ خاکسار نے حضور انور کی خدمت میں اجازت اور دعا کے لئے درخواست کی ۔حضور نے دعاؤں کے ساتھ اجازت عطا فرمادی۔ اس سفر کے دوران بہت سے معجزے ہوئے لیکن یہاں صرف دو واقعات عرض کرتا ہوں۔ پہلا واقعہ تحریر ہے کہ ان دنوں خاکسار دائیں گھٹنے کے درد میں مبتلا تھا اور یہ درد تقریباً 6 ماہ سے چل رہی تھی اور یہ اس قدر شدید درد تھی کہ خاکسار مسلسل روزانہ کئی ماہ سے دوائی کھار رہا تھا اور اگر کسی روز غلطی سے دوائی رہ جاتی تو اگلے روز خاکسار کرسی پر بیٹھ کر ہی نماز پڑھتا تھا اور کسی اور دوست کو نماز پڑھانے کے لئے درخواست کرتا۔ اسی حالت میں خاکسار حج کے لئے روانہ ہو گیا اور ساتھ یہ ڈر تھا کہ پتہ نہیں اس تکلیف کے ساتھ صحیح طور پر حج کر بھی سکوں گا یا نہیں۔ لیکن خدا کا بہت بڑا احسان ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حج کی دعاؤں کو قبول فرماتے ہوئے مکہ مکرمہ پہنچنے کے تقریباً ایک ہفتہ بعد اس تکلیف سے نجات دے دی۔ دوائی بھی چھوڑ دی۔الحمد للہ تین سال سے زائد عرصہ ہو گیا ہے آج تک کبھی تکلیف نہیں ہوئی۔

ایک اور واقعہ یہ ہوا کی اس حج کے اخراجات ایک احمدی دوست نے برداشت کئے تھے۔ روانگی سے چند روز قبل انہوں نے ایک مسئلہ کے متعلق خاکسار کو دعا کے لئے کہا اور جب کہہ رہے تھے وہ اتنی تکلیف میں تھے کہ ان کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ خاکسار کو ان کی تکلیف کا بشدّت احساس تھا چنانچہ خاکسار اس سفر کےدوران مسلسل ان کے لئے دعا کرتا رہا کتابوں میں پڑھا ہوا تھا کہ خانہ کعبہ کو پہلی نظر دیکھنے کے وقت جو دعا کی جائے وہ قبول ہو جاتی ہے۔ چنانچہ جب پہلی دفعہ خانہ کعبہ کے سامنے دعا کے لئے کھڑا ہوا تو علاوہ اور دعاؤں کے اس دوست کے اس مسئلہ کے لئے بھی دعاشروع کی۔ دعا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ اے خدا !یوں تو تُو جس وقت چاہے ان کے اس مسئلہ کو حل کر سکتا لیکن اگر یہ مسئلہ حج کے دنوں میں حل ہو جائے تو مجھے بھی ایک نشان ملے گا اور دوست کو بھی ایک نیا ایمان حاصل ہو گا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی قربانی کو بھی قبول فرمایا ہے۔ چنانچہ حج کرنے کے بعد جب خاکسار لاہور پہنچا تو اس دوست کا ٹیلیفون آیا اور انہوں نے انتہائی مسرت اور جذبات تشکر کے ساتھ خاکسار کو اطلاع دی کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ نہایت اہم اور پیچیدہ مسئلہ عین منشا کے مطابق حل ہو گیا ہے اور ماشاء اللہ وہ بہت خوش اور مطمئن تھے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

(واقفین زندگی کے ساتھ الٰہی تائیدات و نصرت کے ایمان افروز واقعات، مصنف: ڈاکٹر افتخاراحمد ایاز ، صفحہ:745۔747)

ایڈیٹر کی ڈاک

تاثرات۔آراء۔تجاویز

مکرمہ قدسیہ محمود سردار لکھتی ہیں۔

جو ساز سے نکلی ہے وہ صدا سب نے سنی ہے
جو ساز پہ گزری ہے وہ کس دل کو خبر ہے

سب سے پہلے توآپ کا اور تمام کارکنان روزنامہ الفضل لندن آن لائن کا بہت شکریہ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ سب روزانہ جس جذبے،محنت اور قربانی سے ’’روزنامہ الفضل لندن آن لائن‘‘ کو بہترین اوراحسن رنگ میں ہم تک پہنچاتے ہیں وہ اپنی مثال آپ ہے۔اب تو صبح کا آغاز اس جماعتی نامہ بر سے ہوتا ہے جس کا ہر شمارہ روحانی علوم بڑھانے کے ساتھ ساتھ دُنیاوی علم وادب بھی مہیا کر رہا ہے۔ ’’روزنامہ الفضل لندن آن لائن‘‘ نے فاصلوں کو کچھ اس طرح کم کیا ہے کہ پوری دنیا کے افراد جماعت کو اخوت و اپنایت کی لڑی میں پَرو دیا ہے۔اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کی پوری ٹیم کو بہترین جزا سے نوازے اور آپ سب کو اپنی حفاظت میں رکھے۔اللہ تعالیٰ روزنامہ الفضل لندن آن لائن کو مزید کامیابیوں سے نوازے۔یہ ہر گھر میں اپنی روشنی اسی طرح پھیلاتا رہے۔آمین

مکرمہ نصرت قدسیہ وسیم ۔فرانس لکھتی ہیں۔

گوکہ ساری الفضل ہمیشہ ہی علم وحکمت سے بھری ہوتی ہے۔مگر 14مئی2020ءکے شمارہ میں آگ سے نجات طلب کرنے کی دعائیں اور خود احتسابی نہایت ہی عمدہ اور بہترین مضمون ہیں۔آجکل کے دنوں میں آخری عشرے میں یقیناً فائدے کا باعث ہیں۔اللہ تعالی ہمیں اس سے بھرپور استفادہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین

کورونا،ہرملک کے اندر!

کیسی یہ وبا آئی ہے ہر ملک کے اندر
ہیں فکر میں سب مفلس و ذی شان و قلندر

انسان گنہگار تھا آئی ہے وبا یہ
طاعون کی طرح موت کو لائی ہے وبا یہ

ناراض ہے انسان کا واحد جو خدا ہے
بڑھ جائے خطا حد سے تو دیتا وہ سزا ہے

خبریں یہ بتاتی ہیں کہ وحشت ہے سبھی جا
مومن کو مگر رب سے فقط رحم کی آشا

آنگن میں رہیں پھول مسرت کی دعا ہے
سچا ہے جو مسلم وہ تو سجدے میں گرا ہے

اس وقت کے لمحات کو توبہ میں گزارو
گر کذب نے جیتا تھا تو اب صدق سے ہارو

مولیٰ سے دعا خاص کرو سب ہی کی خاطر
سوچو نہ کہ بیری تھا کوئی دشمن و شاطر

تحسین کے لائق ہیں مسیحائی سے منسوب
ایسے ہیں یہ انسان جو اللہ کو مرغوب

روشن ہے مبشّر یہ صدی سوچ لے انساں
کیا چاہیے ہے اس دہر میں انسان سے رحماں

(شہزادہ قمر الدین مبشر۔اسکاٹ لینڈ)

18مئی2020ء		وقت سحر	وقت افطار
مکہ مکرمہ		04:19	18:53
مدینہ منورہ	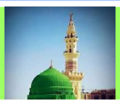	04:11	18:59
قادیان		03:55	19:20
ربوہ		03:35	19:02
اسلام آباد ٹلفورڈ		01:59	20:52